کیا حدیث لکھنے سے منع کیا گیا تھا؟

کتابتِ حدیث

تالیف

مفتی ندیم بن صدیق اسلمی

سرپرست اعلی ادارہ سراج منیر پاکستان

دیگر اردو یونیورسٹی آف گجرات

سراجِ منیر پبلیکیشنز ادارہ سراج منیر پاکستان

کتابتِ حدیث

تالیف
مفتی ندیم بن صدیق اسلمی
خادم الحدیث الشریف
بانی ادارہ سراج منیر پاکستان

سراج منیر پبلیکیشنز
ادارہ سراج منیر پاکستان

تمام حقوق بحق مصنف و ادارہ سراج منیر محفوظ ہیں

کتاب کا نام: کتابت حدیث

مؤلف: مفتی ندیم بن صدیق اسلمی

بانی ادارہ سراج منیر پاکستان

اشاعت: ستمبر، 2020ء

پیش کردہ:

احیائے حدیث ریسرچ سنٹر گجرات شہر

ومدرسۃ الحدیث ادارہ سراج منیر گجرات

برائے رابطہ:

میڈیا سیل ادارہ سراج منیر پاکستان

فون نمبرز: 0308-6106064
0303-4726943
0306-5972421

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
04	مقدمہ	1
07	کتابت حدیث کا معنی و مفہوم	2
11	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط اور کتابت حدیث	3
14	کتابت حدیث: احادیث مبارکہ کی روشنی	4
23	کتاب حدیث: صحابہ کرام کے اقوال وافعال کی روشنی میں	5
23	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث	6
25	حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث	7
27	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث	8
28	دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور کتابت حدیث	9
32	صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صحیفے اور خطوط	10
33	صحیفہ وخطوط حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	11
38	صحیفہ وخطوط حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	12
42	صحیفہ وخطوط حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ	13
45	صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	14

15	صحیفہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	48
16	صحیفہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	49
17	صحیفہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	49
18	صحیفہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	50
19	دیگر صحائف صحابہ کرام علیہم الرضوان	50
20	تابعین عظام وغیرہم اور کتابت حدیث	52
21	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث	53
22	دیگر تابعین عظام وبعدہم اور کتابت حدیث	55
23	تابعین وتبع تابعین وغیرہم کے عہد مبارک میں لکھی جانے والی کتب	63
24	کتب عشرہ اور اس دور میں لکھی جانے والی دیگر چند کتب	65
25	چند فکری گوشے	71
26	کتابت حدیث کی ممانعت پر روایات واعتراضات کا تحقیقی جائزہ	73
27	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت کا تحقیقی جائزہ	75
28	خلاصہ کلام	92

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ذی العظمة والکبریاء، والعزة والبقاء والرفعة والعلا والسنا، تعالی عن الأنداد والشرکاء، وتقدس عن الأمثال والنظراء، والصلاة علی نبیه وصفیه خاتم الأنبیاء وإمام الأتقیاء والمسلمین أجمعین، والحمد للہ رب العالمین. امابعد:

قلم کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ. البقرة:282 اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے۔

لین دین کے معاملات ہوں یا قرآن کریم کی کتابت کی بات ہو، حدیث نبوی ﷺ کی کتابت ہو یا مطلقاً علم لکھنے کی بات ہو ہر صورت میں قلم کی اہمیت اجاگر رہی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتابت وحی جلی یعنی قرآن کریم کی کتابت کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کتابت حدیث کی اجازت فرمائی تھی اور عہد نزول وحی میں جناب ابوشاہ کو خطبہ لکھ کر دینے کا حکم فرمایا تھا، مملکتوں، ریاستوں ،علاقات اور شخصیات کی طرف خطوط لکھوا کر بھیجوائے ،یہی طرز عمل حضرات خلفائے راشدین کا بھی رہا اور اس وقت سے لیکر آج تک محدثین کرام کا بھی اسی بات پر

اجماع قائم ہے کہ قلم کی اہمیت کسی صورت کم نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حدیث رسول ﷺ پر سینکڑوں کتب تحریر کیں اور آج تک وہ سلسلہ جاری وساری ہے جو کبھی بھی رکنے والا نہیں کیوں کہ جب حافظے کمزور ہونے لگیں تو قلم ہی ساتھی ہوتا ہے جو یاددھانی کا ذریعہ کامل ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے لین دین کے معاملات میں لکھنے کا حکم دیا تھا۔لیکن اس وقت بہت حیرانگی ہوتی ہے جب بعض کم عقل وفہم احباب یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا سو آج تک کسی بھی صورت حدیث لکھنے کی اجازت نہیں جنہوں نے لکھیں ان کا اقدام درست نہیں۔قرآن وسنت اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سورج سے بھی زیادہ روشن ہوجاتی ہے کہ عہد حاضر میں ایسی سوچ اپنانا جہالت وکم عقلی اور عدم فہم وفراست کا نتیجہ ہے جس طرح کہ ہم نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے یہاں صرف دو جملے کہنا چاہتے ہیں مسئلہ سمجھ میں آجائے گا ایک یہ کہ جو بھی شخص کتابت حدیث کی ممانعت پر حدیث پیش کرے گا وہ کسی کتاب سے ہی کرے گا تو کیا وہ کتابت حدیث نہیں جس کو وہ دلیل بنا رہا ہے۔دوسرا منع کتابت حدیث کی روایات کو اپنی کتب میں لانے والے محدثین نے بھی جواز کتابت والی روایات کو ترجیح دی تو دونوں طرح کی روایات لائے ورنہ وہ نوک قلم کو کبھی حرکت دینا گوارا نہ کرتے ،انہوں نے ایسی تمام روایات کو منسوخ اور کتابت حدیث کے جواز والی روایات کو ناسخ قرار دے کر خود بھی اس پر عمل کر کے دکھایا۔ہم نے کتابت حدیث کے جواز پر پوری کتاب لکھی ہے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد منصف مزاج عدم کتابت کے بارے سوچنا بھی پسند نہیں کرے گا۔اس کتاب میں ہم نے دونوں طرح کی روایات ذکر کی

ہیں تا کہ حقیقت حال سامنے آئے ،عہد رسالت وعہد صحابہ کے صحیفے اور تابعین و تبع تابعین اور عہد کتب عشرہ میں لکھی جانے والی کتب کا بھی ذکر کردیا ہے۔کتابت حدیث پر اٹھنے والے چند سوالات اور ان کے جوابات بھی عرض کر دیے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ کا مقبول بنا کر ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عاجز فقیر ندیم بن صدیق اسلمی

خادم الحدیث الشریف

بمقام جھیورانوالی، گجرات، پاکستان

کتابت حدیث کا معنی و مفہوم

کتابت حدیث

کتابت حدیث سے مراد ذخیرہ حدیث کتابی صورت میں جمع کرنا ہے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور احکامات و خطوط لکھوایا کرتے تھے۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اس ڈیوٹی پر مامور تھے ان میں سے چند کے نام ملاحظہ فرمایے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابان بن سعید بن العاص، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حضرت خالد بن ولید، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت معاویہ بن ابی سفیان، حضرت عبداللہ بن ابی السرح، حضرت خالد بن سعید، حضرت حنظلہ بن ربیع، حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ ، حضرت ثابت بن قیس، حضرت عامر بن فہیرہ۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت خذیفہ بن یمان، اور حضرت علام بن خضرمی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ حضرات القدس کتابت قرآن وسنت کی ذمہ داری سرانجام دیتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتابت وحی کے لیے باقاعدہ ایک شعبہ قائم فرمارکھا تھا جو تقریباً چالیس افراد پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ جو حکم دیتے وہ لکھ لیا کرتے تھے آپ ﷺ قرآن کریم کے حدیث مبارک سے التباس کی وجہ سے

احادیث کی کتابت سے کبھی روک بھی دیا کرتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے کتابت حدیث سے مطلقاً منع فرمادیا تھا یا پھر چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قرآن کریم کی کتابت کی ڈیوٹی لگاتے اور بعض کو احادیث و خطوط کی ذمہ داری سونپ دیتے تھے تاکہ وہ یہ ذخیرہ لکھ کر جمع کرلیں یا تحریری شکل میں دوسروں تک پہنچادیں۔ جو قرآن کریم کی کتابت کرتے انہیں منع بھی فرمایا تھا کہ قرآن کریم کے ساتھ کچھ اور نہ لکھو اور جو صدقات و خطوط پر مامور تھے وہ احادیث رسول ﷺ لکھتے رہتے تھے۔

ایک تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مکمل قرآن کریم کی کتابت کی اور دوسرا احادیث و خطوط لکھ کر امت مسلمہ تک عالی المرتبت پیغامات پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان دونوں طرح کے امور کا تعلق وحی الٰہی سے ہی ہے ۔

نوٹ: جب بھی کتابت حدیث کی بات ہوتی ہے تو چند چیزیں ذہن میں آتی ہیں۔

1- کتابت جائز ہے یا ناجائز۔ 2۔ کتابت حدیث سے ممانعت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو حکم دیا۔ 3۔ کتابت حدیث جائز ہے یا ناجائز ۔

1۔ اسلام میں کتابت یعنی لکھنے سے کبھی بھی منع نہیں کیا گیا اگر ممانعت ہوتی تو آج قرآن کریم تحریری صورت میں ہمارے سامنے نہ ہوتا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع نہ فرمایا تھا بلکہ وہ جو کاتبین وحی الٰہی یعنی کاتبین قرآن کریم تھے، کو مخصوص مدت کے لیے منع فرمایا پھر ان کو اجازت دے دی تھی۔

3۔ کتابت حدیث سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اس کی اصل وجہ رسول اللہ ﷺ

کا بعض صحابہ کو منع کتابت کا حکم اور بعض کو اجازت دینا تھی نیز کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان احادیث میں احتیاط سے متعلق وارد احادیث کی وجہ سے محتاط تھے بلکہ بہت سے صحابہ کرام جس طرح کتابت حدیث میں محتاط تھے اسی طرح روایت حدیث میں بھی محتاط تھے جس طرح کہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

خلاصہ یہ ہے کہ کتابت کبھی منع نہیں ہوئی ہاں احادیث کی کتابت قرآن کریم کی کتابت کی وجہ سے کچھ مدت کے لیے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع فرما دیا تھا پھر اجازت دے دی تھی یہ الگ بات ہے کہ اس کے بعد انہوں نے زیادہ لکھیں یا کم یا پھر لکھیں یا نہیں۔ اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جائے گی اس سے پہلے چند باتوں کا جان لینا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ نفس مسئلہ کھل کر سامنے آجائے۔ دراصل بات یہ ہے کہ عصر حاضر میں بعض احباب چند وجوہات کی بنا کر ذخیرہ حدیث کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں جس کے پیچھے ان کے کیا عزائم ہیں اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں لیکن جو سوال وہ امت مسلمہ کے سامنے رکھ کر اسے فکری طور پر مضطرب و پریشان کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ان میں ایک اہم مسئلہ کتابت حدیث کا ہے یعنی وہ اس چیز کو دلیل بناتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا ان کے ذخیرہ حدیث کے انکار والے بے بنیاد مؤقف کا الزامی جواب اتنا ہی کافی تھا کہ جس حدیث سے وہ منع کتابت کو دلیل بناتے ہیں وہ بھی تو لکھی ہوئی ہم تک پہنچی ہے لیکن پھر بھی کتابت حدیث سے متعلق رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین و بعدھم کے اقوال وافعال کا ذکر کرنا طالب حدیث کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

کتابت حدیث کے آغاز کے بارے میں تین موقف سامنے آتے ہیں یعنی حدیث

لکھنے کی ابتداء کب ہوئی تینوں ملاحظہ کیجیے:

1۔عہد رسالت وصحابہ میں ہی کتابت حدیث کا آغاز ہو گیا تھا۔

2۔حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں آپ کے حکم کے مطابق امام ابن شہاب زہری نے اس کا آغاز کیا تھا۔

3۔کتب عشرہ (بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، مؤطا امام مالک، سنن دارمی، شرح معانی الآثار، ابن ماجہ، مسند احمد) کے دور میں کتابت حدیث کا آغاز ہوا تھا۔

دوسرے یا تیسرے موقف کو بنیاد بنا کر عہد رسالت سے عہد عمر بن عبد العزیز یا کتب ستہ/عشرہ تک کے درمیان والی مدت کو کتابت حدیث سے خالی قرار دے کر فتنہ انکار حدیث کے موقف کو مضبوط بنانے کی ناکام سعی کی جاتی ہے جبکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر مکمل ذخیرہ حدیث کتب میں جمع ہو جانے کے دوران کبھی بھی خلا نہیں آیا ہر دور میں کتابت حدیث کی خدمات جاری و ساری رہیں اور امت کے بہترین لوگوں نے اس عظیم الشان کام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں۔ بلکہ اس موقف پر دلائل دینے سے پہلے یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ خود احادیث، خطوط اور احکامات لکھواتے تھے اور بغیر کسی خلا کے گاہے بگاہے مختلف بادشاہوں اور اپنے غلاموں کو ارسال فرماتے تھے۔ اس موقف پر دلائل یہ ہیں۔ اولاً: رسول اللہ ﷺ کے وہ خطوط و کتب جو آپ ﷺ نے لکھوا کر ارسال فرمائے ملاحظہ فرمایے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطوط اور کتابت حدیث

☆حضور نبی کریم ﷺ نے شرحبیل، حارث اور نعیم بن عبد کلال کی طرف مال غنیمت، عشر، زکوۃ، حلال وحرام اور کفارات کے بارے میں لکھے ہوئے احکامات ارسال فرمائے۔ (بیہقی)

☆اہل یمن کی جانب خط لکھوا کر ارسال فرمایا جس میں نماز، استقبال قبلہ اور مسلمانوں کے ذبیحہ کھانے کے عوض اللہ اور اپنے ذمہ کی خوشخبری سنائی اور جزیہ کے احکام بیان فرمائے۔ (الاموال لابن زنجویہ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے عمیر اور ہمدانی مسلمانوں کی طرف خط لکھا جس میں ارکان اسلام اور اپنے واہل بیت، صدقہ اور زکوۃ سے متعلق حکم فرمایا۔ (ابن ابی شیبہ)

☆ابو راشد ازدی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازدکی جانب میرے لیے کتاب لکھی۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے جنادہ ازدی کی طرف خط لکھا جس میں ارکان اسلام، اطاعت الٰہی اور خمس کا ذکر فرمایا۔

☆رسول اللہ ﷺ نے ابوظبیان عمیر بن حارث ازدی کی طرف خط لکھا جس میں احترام مسلم بیان فرمایا۔

☆ قبیلہ بارق کی جانب رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا جس میں مہمان نوازی اور مسافر سے متعلق مسائل تحریر کروائے۔

☆اہل مذحج میں سے جہیش ازدی کی جانب خط لکھا جس میں ارکان اسلام اور عشر

وغیرہ کے احکامات ارسال فرمائے۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیعہ بن ذی المرحب، ان کے بھائیوں اور چچاؤں کے لیے کنوؤں، پانی، پھلوں اور زمینوں سے متعلق خط لکھوا کر ارسال فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت وائل بن حجر کے لیے حضرت معاویہ سے تین خطوط لکھوائے جو مہاجر بن ابی امیہ وغیرہ کی جانب ارسال فرمائے۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکر بن وائل کی جانب خط لکھا جس میں اسلام لانے کا حکم فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احمر بن معاویہ کے لیے خط لکھا جس میں ان کے تحفظ کرنے اور تکلیف نہ پہنچانے کا حکم صادر فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک، قیس اور عبید کی امان کے لیے خط ارسال فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو جرمز کی امان کے لیے خط ارسال فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ضمرہ سے معاہدہ کے لیے خط ارسال فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنو اسلم کی جانب خط لکھا جس میں ایمان، ارکان اسلام وغیرہ کا ذکر فرمایا۔

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حصین بن اوس اسلمی کے لیے خط لکھوایا تھا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل و بسر، حکومت شام و قیصر روم، شاہ فارس کسری ،عمال بحرین، روسائے نجران و نصارائے نجران، روسائے یمن و حضرموت، قبیلہ بنو خزاعہ و جزام و قضاعہ، مسیلمہ کذاب، قبیلہ اسد، اہل طائف، اہل جرش، قبیلہ اشجع و مزنیہ

، روسائے عمان و عمال یمامہ ،حکومت غسان و معان اور نجاشی حبشہ اور دیگر کئی بادشاہوں کی طرف خطوط لکھے تھے۔یہاں کاتبین خطوط صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہو رہا ہے وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خطوط واحکامات لکھ کر مذکورہ دیگر مقامات کی طرف ارسال کیا کرتے تھے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: حضرت ابو بکر صدیق ،حضرت علی مرتضی ،حضرت عبداللہ بن ارقم زہری ،حضرت زبیر بن عوام ،حضرت جہیم بن الصلت ،حضرت خذیفہ بن یمان ،عامر بن فہیرہ ،علام بن خضرمی ،عبداللہ بن عمرو بن عاص وغیرہم رضی اللہ عنہم ۔مزید مطالعہ کے لیے سنن دارمی ،جامع بیان العلم اور وثائق سیاسیہ ملاحظہ فرمایے۔

ان تمام تر ارسال کردہ خطوط کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ کتابت حدیث کی ممانعت کی آڑ میں ذخیرہ حدیث کو داغدار بنانے کی ناکام کوشش کی جائے یہاں تک کہ حدیث رسول ﷺ کا انکار ہی کر دیا جائے۔روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو لکھواتے تھے وہ حدیث ہی تھی ،تمام خطوط حدیث ،تمام مراسلات حدیث ،تمام اقوال و افعال حدیث ،تمام امور رسول اللہ ﷺ حدیث۔سو جتنے خطوط لکھے گئے کیا وہ کتابت حدیث نہیں۔ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو خطوط لکھواتے تھے وہ سب حدیث نبوی ﷺ تھے تو پھر کتابت حدیث کی اہمیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔عہد حاضر میں کتابت حدیث کی آڑ میں انکار حدیث نری جہالت وفتنہ انگیزی ہے کیوں کہ عصر حاضر کتابت حدیث کی وجہ سے ذخیرہ حدیث ﷺ سے واقف ہے نہ کہ صرف حفظ حدیث کی وجہ سے ہے۔کیوں کہ حافظوں کا وہ کمال کہاں جو اسلاف کے ہاں ہوا کرتا تھا۔

عہدِ رسالت میں کتابت حدیث کے مؤقف پر رسول اللہ ﷺ کے خطوط بطور دلائل کافی ہیں اس کے باوجود وسعت مطالعہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے آئمہ ومحدثین کی خدمات حدیث کے عظیم الشان دور تک کتابت حدیث پر دلائل درج کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے جہاں تک منع کتابت کی روایات ہیں تو ان سے متعلق شبہات کا ازالہ کتابت کے جواز والی روایات واقوال کے بعد آخر میں کیا جائے گا۔

کتابتِ حدیث: احادیث مبارکہ کی روشنی میں

اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے خود احادیث لکھوائیں جس طرح کہ ہم نے خطوط والی روایات میں بیان کر دیا ہے اب وہ روایات ذکر کی جا رہی ہیں جن میں آپ ﷺ نے باقاعدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کتابت حدیث کا حکم یا اجازت عطا فرمائی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ [ص:126] لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ.........فَقَامَ أَبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اليَمَنِ - فَقَالَ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ (قال الولید بن مسلم) قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: مَا قَوْلُهُ اُكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هَذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(صحیح بخاری 3 / 125 ، صحیح مسلم 2 / 988، سنن ابی داؤد 2 / 212، الجامع لترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔ 5 / 39، السنن الکبری للنسائی 5 / 367، مسند احمد بن حنبل 12 / 183، یہ حدیث صحیح ہے۔)

جب اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ نصیب فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجمع میں کھڑے ہوئے حمد وثنائے الہی بیان کی پھر فرمایا: اللہ تعالی نے ہاتھیوں کے ذریعے مکہ پر حملہ کو ناکام فرمایا اور اس پر اپنے رسول اور مؤمنین کو غلبہ نصیب فرمایا پس وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا اب وہ میرے لیے دن کی ایک گھڑی حلال کر دیا گیا اور وہ میرے بعد کسی کے لیے حلال نہ ہوگا اس میں شکار نہ کیا جائے، اس کے کانٹوں کو نہ توڑا جائے گا اس میں گری ہوئی چیز کو مالک کے بغیر کسی کو اٹھانے کی اجازت نہ ہوگی -------- پھر ایک یمنی شخص ابو شاہ کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ احکامات تحریر فرما دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا کہ ابو شاہ کے لیے یہ خطبہ لکھ دیجیے۔

(اس حدیث کے راوی ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے اوزاعی سے کہا کہ ابو شاہ کی اس عرض اُكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد تھا تو امام اوزاعی نے فرمایا: یہ وہ خطبہ تھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

نتیجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی حدیث لکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے جس طرح جناب ابو شاہ کے لیے لکھنے کا حکم فرمایا تھا یہی وجہ تھی کہ بہت سے صحابہ کرام علیہم

الرضوان بھی احادیث کولکھ لیا کرتے تھے کتابت حدیث کے حوالہ سے صحابہ کرام میں سب سے بڑا نام حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ہے جن کو باقاعدہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا کر رکھی تھی انہوں نے کتابت حدیث کی اجازت کے متعلق کیا واقعہ بیان فرمایا ہے ملاحظہ کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ ۔(سنن ابی داود318/3)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی سنتا اس کولکھ لیا کرتا تھا تا کہ میں ان احادیث مبارکہ کو زبانی یاد کرسکوں سو قریش نے مجھے لکھنے سے روک دیا اور کہنے لگے کیا آپ جو بھی سنتے ہیں لکھ لیا کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہیں کبھی ناراضگی اور کبھی رضامندی کی کیفیات میں ہوتے ہیں (تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: آپ (سب کچھ) لکھیے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے صرف حق نکلتا ہے۔ اللہ اکبر۔

اس واقعہ میں دو چیزیں سامنے آتی ہیں جن سے حقیقت کھلتی ہے: ایک یہ کہ اہل قریش نے عقلی طور پر دلیل دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی جلال کی کیفیت میں ہوتے ہیں کبھی جمال کی تو ہر بات نہ لکھا کرو جس کی وجہ سے وہ لکھنے سے رک گئے۔ دوسری یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کی تو ان کو حدیث رسول اللہ ﷺ سے کتابت کے جواز میں دلیل مل گئی یہ بات تو طے ہے کہ جب حدیث رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں عقلی دلیل آئے تو قابل تسلیم نہیں ہوتی۔ نیز اس سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے جو صحابہ کرام میں عمومی طور پر کتابت حدیث سے متعلق پایا جاتا وہ عقلی اعتبار سے تھا یا وہ روایات جو مخصوص وقت و افراد کے لیے تھیں اگر یہ کہا جائے کہ یہ بات حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی تو یہ بات بھی بہتر معلوم نہیں ہوتی کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک میں کہیں بھی تخصیص واضح نہیں ہاں اس سے عمومی کتابت حدیث کا جواز ضرور ملتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمادیا تھا کہ اس دہن مبارک سے صرف حق نکلتا ہے۔ یہاں واضح الفاظ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُكْتُبْ۔ آپ لکھیے یعنی اجازت مرحمت فرمائی جبکہ کتابت حدیث سے منع کی کوئی دلیل وصورت نہیں ہے۔

یوں ہی ایک اور مقام پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَحَادِيثَ أَفَتَأْذَنُ لِي فَأَكْتُبَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. (المصنف لعبد الرزاق 41/8)

یارسول اللہ ﷺ ہم آپ سے احادیث مبارکہ لکھتے ہیں کیا آپ اجازت عطا

فرماتے ہیں کہ میں احادیث لکھ لیا کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں

اس روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ اجازت طلب کی جس پر آپ ﷺ نے ان کو کتابت حدیث کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ ایک اور مقام پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكْتُبُ، إِذْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلًا: قُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَقَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَا بَلْ مَدِينَةُ هِرَقْلَ أَوَّلًا. ۔ سنن الدارمی 430/1 قال حسین اسد: إسنادہ قوی

ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے لکھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ دونوں شہروں میں سے کون سا پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ شہر ہرقل پہلے فتح ہوگا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، "أَكْتُبُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْكَ؟ قَالَ: . نَعَمْ. قُلْتُ: فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ قَالَ: . نَعَمْ. فَإِنِّي لَا أَقُولُ فِي ذَلِكَ إِلَّا حَقًّا. .

ناسخ الحدیث ومنسوخہ لابن شاہین 1 / 470، ابن جوزی نے بھی اس کو روایت کیا ہے، اعلام العالم ص: 395

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے جو کچھ سماعت کروں لکھ لیا کروں فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا راضی و ناراضگی کی دونوں حالتوں میں فرمایا ہاں میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

اس حدیث کے بارے امام ابن قتیبہ فرماتے ہیں:

نُهِيَ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ. فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ السُّنَنَ تَكْثُرُ. فَتَفُوتُ الْحِفْظَ أَجَازَ الْكِتَابَةَ. اعلام العالم، ص:395

پہلے حکم کے مطابق کتابت حدیث سے منع کیا گیا لیکن جب یہ محسوس ہونے لگا کہ ذخیرہ حدیث زیادہ ہو چکا ہے اور حافظے کمزور ہو رہے ہیں تو کتابت کی اجازت دے دی گئی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھا کرتے تھے ظاہر ہے تبھی تو لاکھوں کا ذخیرہ حدیث امت مسلمہ تک پہنچا اگر صرف حافظہ پر یقین رکھا جاتا تو عصر حاضر کے حافظے اس قابل کہاں تھے کہ ذخیرہ حدیث محفوظ رہتا جس طرح امت کے بہترین لوگوں نے اپنے سینوں میں محفوظ رکھا تھا۔ صرف حافظے پر اعتماد سے ذخیرہ حدیث کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا وہ حافظے پر اعتماد کا ایک خاص دور تھا جو بہترین طریقے سے گذرا اس کے بعد کتابت نے ہی حدیث و تاریخ کو مضبوطی و رواج بخشا جس کا انکار نری جہالت، سینہ زوری ہے۔ پس احادیث کو زبانی یاد کرنا اور لکھنا دونوں طریقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ,تَحَدَّثُوا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ ,, قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَنَكْتُبُهَا. فَقَالَ: ,اُكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ

المعجم الكبير للطبراني 276/4، ناسخ الحديث و منسوخه لابن شاهين 470/1،
تقييد العلم لخطيب بغدادي 72/1، احمد بن محمد حمید نے کہا: وهذا إسناد رجاله ثقات.
كتابة الحديث بين النهي والإذن 43/1

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر فرمایا: حدیث بیان کرو اور جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے جو بھی سنیں کیا لکھ لیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: لکھیں کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے خطوط و کتابت حدیث کے علاوہ عام کتابت کو بھی رواج بخشا تھا جب غزوہ بدر سے کفار قیدی بن کر آئے تو آپ ﷺ نے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر ان کو قید سے رہائی عطا فرمائی تھی۔ اسی طرح جب مسجد نبوی میں صفہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت عبداللہ بن سعید نے کتابت سکھانے کی ذمہ داری لی تو اہلیان مدینہ کتابت میں مزید خود مختار ہونے لگے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 2/ 366)

جس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ درحقیقت کتابت کا فروغ چاہتے تھے تا کہ صحابہ کرام کثرت کے ساتھ ذخیرہ حدیث و علم کو محفوظ بنا لیں ۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی کتابت حدیث کے حوالہ سے اجازت اور حکم سے متعلق چند دیگر روایات درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمایئے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَعِيَ حَدِيثَكَ، وَلَا يَعِيهِ قَلْبِي، فَأَ!

متعين بِيَمِينِي؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ". (إتحاف الخيرة المهرة 245/1)

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی حدیث زبانی یاد کروں لیکن میرا دل اس کو محفوظ نہیں کر پاتا کیا میں اس کو لکھ سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو (یعنی لکھنا چاہیں تو لکھ لیں)

امام بوصیری فرماتے ہیں: هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ. (إتحاف الخيرة المهرة 245/1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلْخَطِّ.

(الجامع للترمذی 4/ 336، مسند البزار 15/ 383، المعجم الاوسط للطبرانی 1/ 244، المدخل الی سنن الکبری للبیہقی 1/ 418۔ یہ روایت معناً صحیح ہے۔)

ایک انصاری شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھتے اور احادیث سنتے وہ ان کو اچھی لگتی لیکن زبانی یاد نہ کر پاتے ایک روز بارگاہ نبوی ﷺ میں شکایت کرتے ہوئے عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے حدیث سنتا ہوں مجھے اچھی لگتی ہے لیکن یاد نہیں کر پاتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے مدد حاصل کرو

اور آپ نے اپنے دست اقدس سے لکھنے کی طرف اشارہ فرمایا۔

یوں ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر تعداد میں لوگ احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سننے کے لیے جمع ہو جاتے تو آپ ان سے فرمایا کرتے:

هَذِهِ أَحَادِيثُ سَمِعْتُهَا وَ كَتَبْتُهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَضْتُهَا عَلَيْهِ. (المدخل الی السنن الکبریٰ للبیہقی 1/415)

یہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور لکھی ہیں پھر ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے احادیث لکھ لیا کرتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حافظہ کی کمزوری کی شکایت کرتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو لکھنے کی اجازت دیتے۔

میرے بھائی! اگر آج کے لوگوں کے حافظہ کی بات کی جائے تو ذخیرہ حدیث محفوظ رکھنا ناممکن ہے اس لیے کتابت حدیث کی ضرورت واہمیت کا انکار کسی صورت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے کتابت حدیث کے جواز پر احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درج کی گئیں اب صحابہ کرام کے اقوال وافعال ملاحظہ فرمایے:

کتابت حدیث: صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال وافعال کی روشنی میں

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے امت مسلمہ تک ذخیرہ حدیث کو پہنچانے میں دو طریقے اختیار فرمائے۔

1۔ بذریعہ حفظ　　　2۔ بذریعہ کتابت وتحریر

ان قدس کی پتیوں رضی اللہ عنہم کے حفظ سے متعلق امت مسلمہ میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حفظ میں جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا وہ کسی اور کو پہلے نہ بعد میں میسر آسکا۔ بلکہ اس بات پر بھی امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ

الصحابة كلهم عدول ۔ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔

رہی بات کتابت حدیث کے جواز و ممانعت کی تو اس میں اختلاف موجود ہے جس کی تفصیل کتاب کے آخر میں موجود ہے، یہاں صرف صحابہ کرام کے کتابت حدیث کے بارے میں اقوال وافعال ملاحظہ فرمایئے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث

امام المحدثین ،امام الرواۃ ومکثر الحدیث حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کتابت حدیث سے متعلق فرماتے ہیں:

مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ.

صحیح بخاری 34/1. الجامع لترمذی وقال: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.337/4. السنن الکبری للنسائی 336/5. شرح معانی الآثار 320/4. جامع معمر بن راشد 259/11

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی بھی مجھ سے زیادہ احادیث نہیں ہیں ماسوائے عبداللہ بن عمرو کے وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

اس روایت سے چند چیزیں سمجھ میں آتی ہیں ایک یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے۔ دوسرا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے اس عمل یعنی کتابت حدیث کو ان کی خوبی وعظمت قرار دیا ہے ۔جس کے بعد صحابہ کرام کی کتابت حدیث میں دلچسپی میں کوئی شک باقی نہیں رہتا ہے۔ ویسے بھی عقل انسانی اس بات کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر حدیث لکھنا جائز نہ ہوتا تو ہزاروں کے حساب سے احادیث کیوں لکھی جاتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ احادیث تحریر نہ فرماتے تو آج ہم عظیم الشان ذخیرہ حدیث سے محروم ہوتے۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ جس نے ان حضرات القدس کی محنت شاقہ کے سبب ذخیرہ حدیث کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اس بات کا یقینی نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص جو منع کتابت حدیث کی آڑ میں حجیت حدیث و ذخیرہ حدیث کا انکاری ہے وہ کھلا منکر حدیث ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا يُرَغِّبُنِي فِي الْحَيَاةِ إِلَّا خَصْلَتَانِ الصَّادِقَةُ وَالْوَهْطُ. فَأَمَّا الصَّادِقَةُ فَصَحِيفَةٌ كَتَبْتُهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَّا الْوَهْطُ فَأَرْضٌ تَصَدَّقَ بِهَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَانَ يَقُومُ عَلَيْهَا.

سنن الدارمی 436/1، جامع بیان العلم 305/1، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کتابت حدیث کے جواز پر دوسری روایات اس کے معنی صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔)

دو چیزیں میری زندگی میں دلچسپ رہیں 1۔صادقہ 2۔وہط۔صادقہ صحیفہ ہے جس کو

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا اور وہ بط عمرو بن عاص نے جو زمین صدقہ کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث

جناب طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: " مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا كِتَابُ اللهِ، وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ يَعْنِي، الصَّحِيفَةَ فِي دَوَاتِهِ. وَقَالَ: فِي غِلَافِ سَيْفٍ عَلَيْهِ أَخَذْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ " (شرح معانی الآثار 318/4)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ خطبہ ارشاد فرمایا: ہمارے پاس قرآن کریم اور اس صحیفہ کے علاوہ کوئی کتاب نہیں جو ہم تمہارے سامنے پڑھتے ہیں یہ جو تلوار کے غلاف میں صحیفہ ہے یہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے جس میں صدقہ کے مسائل ہیں قرآن کریم اور صدقہ سے متعلق احادیث کا ذخیرہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس میں تھا جو آپ دکھا رہے تھے اور اس کے مصدر اصلی ہونے کا اعلان فرما رہے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے عہد نبوی و عہد صحابہ کرام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو لکھ لیا جاتا تھا جس کو صحیفہ بھی کہا جاتا تھا جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا صحیفہ صحیحہ اور صحیفہ صادقہ تھے۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے متعلق فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ؛ قَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ

الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِلَّا أَنْ يُعْطِيَ اللَّهُ عَبْدًا فَهْمًا فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. قُلْتُ: وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. (جامع بیان العلم لابن عبد البر 1/301)

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، کیا قرآن کریم کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے مروی (احادیث) آپ کے پاس موجود ہیں؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں اس کی قسم جس نے اناج اگایا، صبح روشن کی، مگر اللہ اپنے بندے کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا کرتا ہے اور جو اس صحیفہ (حدیث کی کتاب) میں ہے میں نے عرض کیا اس صحیفہ میں کیا ہے فرمایا: دیت کے مسائل، قیدیوں کی رہائی، اور مسلم کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ذخیرہ وحی الٰہی حاصل ہوا ہے اور وہ احادیث نبوی ﷺ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود لکھے ہوئے صحیفے کے متعلق فرماتے ہیں:

فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَجْهَانِ أَحَدُهُمَا تَحْرِيمُ الْمَدِينَةِ، وَلَعْنُ مَنِ انْتَسَبَ لِغَيْرِ مَوَالِيهِ. امع بیان العلم 1/301

اس صحیفہ میں دو چیزیں ہیں ایک مدینہ پاک کی حرمت اور اس کے بارے لعنت جو اپنے مالکوں کے غیر کی جانب نسبت کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور کتابت حدیث

یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث کا ذخیرہ لکھ کر جمع کر رکھا تھا۔ جب بھی ضرورت پڑتی حدیث کی کتابیں نکالتے اور دیکھ کر مسائل بتاتے یا حدیث مبارک کے الفاظ کی تصدیق فرماتے۔

حضرت حسن بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

تَحَدَّثْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِحَدِيثٍ فَأَنْكَرَهُ. فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْكَ. قَالَ: »إِنْ كُنْتَ سَمِعْتَهُ مِنِّي، فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدِي« . فَأَخَذَ بِيَدِي إِلَى بَيْتِهِ فَأَرَانَا كُتُبًا كَثِيرَةً مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَوَجَدَ ذَلِكَ الْحَدِيثَ فَقَالَ: »قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنِّي إِنْ كُنْتُ قَدْ حَدَّثْتُكَ بِهِ فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدِي.

(جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبد البر 324/1)

میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پاس ایک حدیث بیان کی تو آپ نے انکار فرمایا میں نے کہا کہ یہ حدیث میں نے آپ سے خود سنی ہے تو فرمایا۔ اگر تم نے مجھ سے یہ حدیث سنی ہے تو وہ میرے پاس لکھی ہوگی پھر آپ ہاتھ پکڑ کر مجھے گھر لے گئے وہاں ہمیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی کتابیں دکھائیں پس یہ حدیث بھی وہاں لکھی ہوئی تھی پھر فرمایا: میں نے تمہیں کہا تھا کہ جو میں بیان کرتا ہوں وہ میرے پاس لکھی ہوئی پڑی ہوتی ہے۔

سو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذخیرہ حدیث کو کتابی شکل میں جمع کر رکھا تھا یہاں ایک بات ذہن میں آسکتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا تھا: میں

حدیث نہ لکھتا تھا جس طرح:

مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ.

(صحیح بخاری 34/1، الجامع لترمذی وقال: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ 337/4، السنن الکبری للنسائی 336/5، شرح معانی الآثار 320/4، جامع معمر بن راشد 259/11)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی بھی مجھ سے زیادہ احادیث نہیں ہیں ماسوائے عبداللہ بن عمرو کے کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

سنو! اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ لکھتے نہ تھے بلکہ یہاں احادیث لکھنے میں تقابل بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ ہر چیز لکھا کرتے لیکن ہم ان کی طرح ہر چیز نہ لکھا کرتے جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمرو سے متعلق واقعہ بھی بیان ہو چکا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ وہ لکھتے ہی نہ تھے درست نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ان کے ہاں باقاعدہ حدیث کی لائبریری موجود تھی جس کا بیان گذر چکا ہے۔

دیگر صحابہ کرام اور کتابت حدیث

امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ"

المستدرک للحاکم وقال وَقَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. 187/1

علم کو کتاب میں بند کرو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ"

علم کو کتاب میں بند کرو۔

(امام حاکم نے فرمایا: الرِّوَايَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ صَحِيحٌ مِنْ قَوْلِهِ. المستدرک للحاکم 1/187، حضرت انس بن مالک کی صحیح روایت یہ ہے کہ یہ ان کا ہی قول ہے۔ امام ذہبی نے فرمایا: وصح مثله من قول أنس. تلخيص الذهبي|360- اس طرح کا انس کا قول صحیح ہے۔ امام نورالدین ہیثمی نے فرمایا: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. مجمع الزوائد 1/152)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ"

علم کو کتاب میں بند کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ

.أَنَّهُ أَرْخَصَ لَهُ أَنْ يَكْتُبَ. (جامع بيان العلم 311/1)

آپ رضی اللہ عنہ نے لکھنے کی اجازت دی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنَّا نَكْتُبُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِلَّا الِاسْتِخَارَةَ وَالتَّشَهُّدَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ 1/262)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں استخارہ اور تشہد کے متعلق احادیث لکھتے تھے۔

ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ

فهذا دليل على كتابة الصحابة غير القرآن الكريم في عهده وعلى عدم كراهة ابن مسعود للكتابة . السنة قبل التدوين، ص:208

یہ روایت قرآن کریم کے علاوہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں صحابہ کرام کے (احادیث) لکھنے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں کتابت کے مکروہ نہ ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشَهُّدِ وَالْقُرْآنِ . سنن ابی داود 319/3

ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ نہ لکھتے تھے۔

یقیناً تشہد غیر قرآن ہے جو کہ حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے جس سے اثباتِ کتابِ حدیث تو ہو ہی رہا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط

كتبَ معاويةُ إلى المغيرةِ أنِ اكتبْ إليَّ ما سمعتَ من رسولِ الله- صلى الله عليه وسلم -. فكتبَ إليه أنَّ نبيَّ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - كانَ يقولُ في دُبرِ كلِّ صَلاةٍ: ((لا إلهَ إلا الله وحدَهُ لا شريكَ لهُ..)) الحديثَ. وهو في أبي داود (3) والنسائيّ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کی طرف خط لکھا کہ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا ہے وہ مجھے لکھ کر بھیج دو پس انہوں نے لکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ ہر نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے: ((لا إلهَ إلا الله وحدَهُ لا شريكَ لهُ..))

ربیع بن اسد فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ جَابِرًا يَكْتُبُ عِنْدَ ابْنِ سَابِطٍ فِي أَلْوَاحٍ". جامع بیان العلم 310/1

میں نے جابر کو دیکھا وہ ابن سابط کے پاس تختیوں میں لکھ رہے تھے۔

جناب معن فرماتے ہیں:

"أَخْرَجَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كِتَابًا وَحَلَفَ لِي: إِنَّهُ خَطُّ أَبِيهِ بِيَدِهِ". جامع بیان العلم 311/1

عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میرے پاس کتاب لائے اور مجھ سے قسم لی کہ یہ خط ان کے والد نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام باقاعدہ کتابت حدیث کی ذمہ دارادا فرماتے تھے نیز اس کا حکم بھی دیا کرتے تھے۔ جس طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی مرتضی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو احادیث لکھ کر صحیفہ کی شکل میں جمع کرتے، کچھ لکھنے کا حکم دیتے اور کچھ اپنے تلامذہ سے لکھوالیا کرتے تھے۔

ان سے منسوب صحائف وخطوط کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے تا کہ کتابت حدیث پر ان کی خدمات کے بارے میں مزید علم حاصل ہو سکے، ملاحظہ فرمایے:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صحیفے اور خطوط

صحابہ کرام علیہم الرضوان کتب وصحیفوں میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث جمع کیا کرتے تھے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بارگاہ رسالت میں حافظہ کی تقویت کی درخواست کی روایات بھی ملتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض حضرات القدس جس ذوق وشوق سے ذخیرہ حدیث سینہ میں محفوظ کرنا چاہتے تھے نہ کر پارہے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہو کر حافظہ کی مزید تقویت کے لیے التجا کرتے تب رسول اللہ ﷺ دو طرح کے معاملات فرماتے بعض حضرات القدس کے لیے روحانی فیض جاری فرما دیتے جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض کو احادیث لکھنے کا حکم فرما دیتے۔ یہی طریقہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود سے چلتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ بحیثیت حاکم وقت خود بھی احادیث لکھوایا کرتے تھے وہ رسائل وصحائف کی شکل میں ہوں یا خطوط۔

اسی طرح خلفائے راشدین بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق احادیث مبارکہ کو صحائف وخطوط کی شکل دیا کرتے تھے حضرت ابو بکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہ ریاستوں، علاقوں اور افراد کی جانب احادیث لکھوا کر یا اپنے احکامات تحریری شکل میں بھجوایا کرتے تھے اسی طرح دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی حفاظت واحیائے حدیث کی خاطر ذخیرہ حدیث کو کتب وصحائف میں جمع کر رکھا تھا جس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمایئے:

صحیفہ وخطوط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق مختلف علاقہ جات، مملکتوں یا شخصیات کی طرف صحیفہ یا خطوط لکھ کر بھجوایا کرتے تھے مثلا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زکوۃ اکٹھی کرنے کے لیے بحرین بھیجا تو ان کو زکوۃ اور نصاب وغیرہ کے مسائل پر مشتمل صحیفہ عطا کیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ تھیں تا کہ وہ خود بھی اور جس علاقہ میں جا رہے ہیں وہاں کے لوگ بھی آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے مطابق زکوۃ کے معاملات طے کریں نیز ذخیرہ حدیث سے مستفید و مستفیض ہو سکیں۔ یہ ذخیرہ بعض میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور پھر آپ کے خاندان کے پاس محفوظ رہا۔ جو مختلف کتب حدیث میں مختلف مقامات پر موجود ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دفع إلیَّ أبو بکر الصدیق کتاب الصَّدَقَة عَن رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم۔ (معرفة السنن والآثار للبیهقی 18/6، البدر المنیر 5/ 407)

مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی (احادیث پر مشتمل) کتاب الصدقہ دی۔

ابن ملقن فرماتے ہیں:

حماد بن سلمہ کا کہنا ہے: أخذ هَذَا الْكتاب من ثُمَامَة (يحدثه) عَن أنس، عَن رَسُول الله - صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم -. (البدر المنیر 5/ 407)

انہوں نے یہ کتاب ثمامہ (پوتے حضرت انس) سے لی جس کو وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے جناب عمرو بن عاص کی جانب خط لکھا جس میں "برے لوگوں سے گریز اور اچھوں کو اپنانے" کا حکم تھا، حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں بیان فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

: كَتَبَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَرَفْتَ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَنْصَارِ عِنْدَ مَوْتِهِ: اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ.

امام بزار نے فرمایا: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ مسند البزار 1/ 196، اس کی سند حسن ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

امابعد! تحقیق آپ جان چکے ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے وقتِ وصال انصار کے بارے وصیت کی تھی کہ ان کے اچھوں کی بات تسلیم کرو اور بروں سے دور رہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خط میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور اس کے ذریعے سے کوئی حکم صادر کرنا اتباع سنت اور کتابت حدیث کی بہترین دلیل ہے۔

دوسرا خط جو آپ نے جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا وہ یہ تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَتَبَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ جَاءَنِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ مَا جَمَعَتِ الرُّومُ مِنَ الْجُمُوعِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَنْصُرْنَا مَعَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَثْرَةِ عَدَدٍ، وَلَا بِكَثْرَةِ

جُنُودٍ. فَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا مَعَنَا إِلَّا فُرَيْسَاتٌ، وَإِنْ نَحْنُ إِلَّا نَتَعَاقَبُ الْإِبِلَ، وَكُنَّا يَوْمَ أُحُدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا مَعَنَا إِلَّا فَرَسٌ وَاحِدٌ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُهُ، وَلَقَدْ كَانَ يُظْهِرُنَا. وَيُعِينُنَا عَلَى مَنْ خَالَفَنَا. وَاعْلَمْ يَا عَمْرُو أَنَّ أَطْوَعَ النَّاسِ لِلَّهِ أَشَدُّهُمْ بُغْضًا لِلْمَعَاصِي، فَأَطِعِ اللَّهَ، وَمُرْ أَصْحَابَكَ بِطَاعَتِهِ. (المعجم الاوسط امام طبرانی 8/ 164)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ آپ پر سلامتی ہو امابعد: میرے پاس آپ کا خط آیا ہے جس میں آپ نے روم کے جمع کرنے کا ذکر کیا ہے جبکہ ہماری مدد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی لشکروں کی وجہ سے کی ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے تب ہمارے پاس صرف چند گھوڑے تھے اونٹوں کی طاقت نہ تھی، احد کے روز تو صرف ایک ہی گھوڑا ہمارے پاس تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اللہ تعالیٰ ہماری مدد و نصرت فرماتے تھے، جان لیجیے اے عمرو! بے شک اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند نافرمان ہے، آپ اللہ کی اطاعت کیجیے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیجیے۔

جُنُودٍ. فَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا مَعَنَا إِلَّا فُرَيْسَاتٌ، وَإِنْ نَحْنُ إِلَّا نَتَعَاقَبُ الْإِبِلَ، وَكُنَّا يَوْمَ أُحُدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا مَعَنَا إِلَّا فَرَسٌ وَاحِدٌ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُهُ، وَلَقَدْ كَانَ يُظْهِرُنَا، وَيُعِينُنَا عَلَى مَنْ خَالَفَنَا. وَاعْلَمْ يَا عَمْرُو أَنَّ أَطْوَعَ النَّاسِ لِلَّهِ أَشَدُّهُمْ بُغْضًا لِلْمَعَاصِي، فَأَطِعِ اللَّهَ، وَمُرْ أَصْحَابَكَ بِطَاعَتِهِ". (المعجم الاوسط امام طبرانی 8/164)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ آپ پر سلامتی ہو اما بعد: میرے پاس آپ کا خط آیا ہے جس میں آپ نے روم کے جمع کرنے کا ذکر کیا ہے جبکہ ہماری مدد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی لشکروں کی وجہ سے کی ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے تب ہمارے پاس صرف چند گھوڑے تھے اونٹوں کی طاقت نہ تھی، احد کے روز تو صرف ایک ہی گھوڑا ہمارے پاس تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اللہ تعالیٰ ہماری مدد و نصرت فرماتے تھے، جان لیجیے اے عمرو! بے شک اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند نافرمان ہے، آپ اللہ کی اطاعت کیجیے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیجیے۔

اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے جس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے عہد رسالت میں کتابت حدیث کی اور اس کو جائز رکھا اور خود بھی مختلف علاقہ جات کی جانب احادیث و خطوط لکھ کر بھیجواتے رہے سو ان کے نزدیک کتابت حدیث کے عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ہی اس نا قابل قبول روایت میں کہیں عدم کتابت کا ذکر ہے۔

باقی خطوط ہم نے ذکر کر دیے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود احادیث مبارکہ لکھ کر مختلف علاقہ جات کی طرف بھیجوا دیا کرتے تھے۔

☆ اخذ روایت کی طرح کتابت حدیث میں محتاط رویہ رکھتے تھے یہ اس صورت میں تھا جب معاملہ کسی اور کے ہاتھ میں جانے کا تھا ورنہ آپ خود احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کتابت حدیث کے جواز کے قائل تھے کیوں کہ آپ سے کتابت حدیث ثابت ہے جبکہ ممانعت پر آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول موجود نہیں اور نہ ہی کوئی مستند روایت موجود ہے جس میں عدم کتابت حدیث کی واضح الفاظ کے ساتھ مخالفت ثابت ہو۔ جس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس نے روایات کے الفاظ کو صرف تاویلات کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

صحیفہ اور خطوط حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح حدیث لکھنے کی اجازت دیتے تھے بلکہ حکم بھی فرمایا کرتے تھے جس طرح کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم کو کتاب میں جمع کرو۔ آپ کے پاس ایک صحیفہ موجود رہا ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر مشتمل آپ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی کسی مستند قول سے یہ ثابت نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھنے سے منع فرمایا ہو بلکہ خود لکھتے اور لکھنے کا حکم دیتے تھے اس بات کا اندازہ آپ کے ان خطوط سے بھی ہو جاتا ہے جو لکھوا کر مختلف وزراء اور علاقوں کی جانب روانہ فرماتے تھے جس طرح:

☆ وزراء کو مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنے سے متعلق لکھا۔ (سنن النسائی 8 / 328)

☆ عراقیوں کے عامل کی طرف خط لکھا۔ (ادب المفرد بخاری حدیث صحیح 1 / 353)

☆ اہل کوفہ کی جانب امیر کی طرف سے ظلم کے بارے خط لکھا۔ السنۃ لابی بکر 1 / 117)

☆ جناب عمرو بن عاص کی جانب بہت خطوط لکھے۔

☆ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو خدمت انسانیت کے حوالہ سے خط لکھا۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا جس میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی ذکر کی۔ (المعجم الاوسط طبرانی 4 / 214)

یوں ہی حضرت معاذ بن جبل، ابو عبیدہ بن الجراح، عمار بن یاسر، شریح، اور عام رعایہ کی جانب بھی بے شمار خطوط لکھے آپ کبھی اپنی طرف سے حکم لکھ کر بھجواتے اور کبھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس میں ذکر کر دیتے، ایک خط آپ نے عتبہ بن فرقد کی طرف لکھا جس میں باقاعدہ حدیث پاک ذکر کر کے ریشمی لباس کی حرمت کو بیان کیا:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ: سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ: ......فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ ....

(مسند ابی یعلی الموصلی 1/ 189)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد کی طرف لکھا: آپ پر سلامتی ہو اما بعد: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم سے منع فرمایا ہے۔

دوسرے خط میں بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی:

حضرت امامہ بن سہل فرماتے ہیں: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: .اللهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ.. (مستخرج ابی عوانہ 3/ 448)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح کی طرف خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول اس کا والی ہے جس کا کوئی والی نہیں اور اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ احادیث خود لکھتے یا لکھوایا کرتے تھے جس سے کتابت حدیث کے جواز کا موقف واضح ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنا ضخیم صحیفہ کیوں تحریر نہ کیا جس طرح کہ آپ کا ایک قول بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ السُّنَنَ، فَاسْتَشَارَ فِي ذَلِكَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، فَأَشَارُوا عَلَيْهِ أَنْ يَكْتُبَهَا فَطَفِقَ عُمَرُ يَسْتَخِيرُ اللَّهَ فِيهَا شَهْرًا، ثُمَّ أَصْبَحَ يَوْمًا وَقَدْ عَزَمَ اللَّهُ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ السُّنَنَ وَإِنِّي ذَكَرْتُ قَوْمًا كَانُوا قَبْلَكُمْ كَتَبُوا كُتُبًا فَأَكَبُّوا عَلَيْهَا وَتَرَكُوا كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُلْبِسُ كِتَابَ اللَّهِ بِشَيْءٍ أَبَدًا. جامع معمر بن راشد257/11، المدخل لبیہقی 407/1، تقیید العلم 49/1

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنن لکھنے کا ارادہ فرمایا اس معاملہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشاورت کی تو صحابہ کرام نے لکھنے کا مشورہ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ماہ استخارہ کیا پھر ایک دن صبح پختہ ارادہ کرلیا اور فرمایا: میں چاہتا تھا کہ سنن لکھوں میرے ذہن میں ایسی قوم آئی جو تم سے پہلے تھی انہوں نے کتابیں تحریر کیں اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا اللہ کی قسم میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی چیز کو مشابہ نہیں ہونے دوں گا۔

یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ صحابہ کرام کو کتابت حدیث سے منع کر رکھا تھا لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتابت حدیث کے خلاف تھے اس حوالہ سے مزید چند گذارشات ملاحظہ فرمایے:

☆اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ کتابت حدیث منع ہے؟

☆اس روایت کے الفاظ "فاشاروا علیه ان یکتبها" سے معلوم ہوتا ہے

کہ کتابت حدیث کے جواز پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشورہ لینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ کتابت حدیث میں بنیادی طور پر کوئی ممانعت نہ تھی ورنہ عدم جواز کی صورت میں مشورہ اور استخارہ کی کیا ضرورت تھی۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سنن نہ لکھنا ان کا ذاتی عمل اور فیصلہ تھا جو دوسرے صحابہ کرام کا نہ تھا۔

سو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود بھی خطوط تحریر کرتے اور ساتھ حکم بھی دیا کرتے جس طرح کہ گذر چکا ہے۔ قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ " المستدرک 187/1
علم کو کتاب میں بند کرو۔

جن احباب کے ذہن میں یہ سوالات جنم لیتے ہیں کہ شاید وہ اس کو جائز نہ سمجھتے تھے انہیں تاریخ اور عہد فاروقی کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے تاکہ انسانوں کے قلوب واذہان کو مزید انتشار میں نہ ڈالا جائے بلکہ جو بات حق ہو وہ سامنے آجائے۔ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ منکرین حدیث کو انکار حدیث کے لیے بہانہ چاہیے۔ لیکن میرا یہ یقین ہے کہ اس معاملہ میں کوئی بہانہ بھی منکرین حدیث کے کام نہ آئے گا۔ الحمد للہ کتابت حدیث کے ذریعے احیائے حدیث کا سلسلہ ہر دور میں جاری وساری رہے گا اور منکرین حدیث کو اپنے قول وفعل پر شرمندگی کا سامنا رہے گا۔

صحیفہ وخطوط حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا باقاعدہ طور پر حدیث رسول ﷺ پر مشتمل "الصحیحہ" کے نام سے صحیفہ موجود تھا جس کا آپ خود بھی تعارف کرواتے کہ قرآن کریم کے ساتھ اس صحیفہ کو بھی ہم دلیل بناتے ہیں جس طرح کہ پہلے بھی گذر چکا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا كِتَابُ اللهِ , وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ يَعْنِي , الصَّحِيفَةَ فِي دَوَاتِهِ. وَقَالَ: فِي غِلَافِ سَيْفٍ عَلَيْهِ أَخَذْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ

(شرح معانی الآثار 318/4)

ہمارے پاس قرآن کریم اور اس صحیفہ کے علاوہ کوئی کتاب نہیں جو ہم تمہارے سامنے پڑھتے ہیں یہ جو تلوار کے غلاف میں صحیفہ ہے یہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے لیا ہے جس میں صدقہ کے مسائل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس موجود صحیفہ سے ایک چیز کا اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا صحیفہ تیار کر رکھا تھا جس میں صدقہ کے بارے میں احادیث موجود تھیں جو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا پھر انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتابت حدیث اور صحائف لکھوانے کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ

عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

مَنْ يَشْتَرِي عِلْمًا بِدِرْهَمٍ ؛ فَاشْتَرَى الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ صُحُفًا بِدِرْهَمٍ ثُمَّ جَاءَ بِهَا عَلِيًّا فَكَتَبَ لَهُ عِلْمًا كَثِيرًا.

الطبقات الکبری لابن سعد 6 / 209

کون ہے جو ایک درہم کے بدلے علم خریدے تو حارث اعور نے ایک درہم کا ایک رجسٹر خریدا پھر وہ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے بہت زیادہ علم (احادیث رسول ﷺ) ان کو لکھ کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کتابت حدیث کے جواز کے نہ صرف قائل تھے بلکہ خود رجسٹر منگوا کر علوم لکھوایا کرتے تھے۔

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیفہ سے تعلیم دی، ابولیلی کندی بیان کرتے ہیں:

أَنَّ حُجْرًا رَأَى ابْنًا لَهُ خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ فَقَالَ: يَا غُلَامُ نَاوِلْنِي الصَّحِيفَةَ مِنَ الْكُوَّةِ ; فَسَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: «الطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ».

مصنف ابن ابی شیبۃ 171/6، السنۃ لابی بکر خلال 53/5

حجر نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بیت الخلاء سے نکلا اور وضو نہیں کیا تو فرمانے لگے اے بچے! الماری سے صحیفہ نکال کر لاؤ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے ہیں صفائی نصف ایمان ہے۔

اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے ان کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ موجود تھا آپ بوقت ضرورت ان کو نکال کر ان سے استدلال واستنباط اور راہنمائی لیتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود عہد رسالت میں بھی خطوط لکھا کرتے اور اپنی خلافت کے دور میں تو باقاعدہ خطوط مختلف علاقہ جات اور شخصیات کی طرف روانہ فرمایا کرتے تھے جس طرح کہ

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم مبارک کے مطابق مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان معاہدہ لکھا۔

(صحیح بخاری 3 / 184)

☆ اپنے عہد خلافت میں اپنے وزراء کی طرف خطوط لکھے۔ المجالسة لابی بکر دینوری

☆ حضرت سلمان فارسی کی طرف خط لکھا جس میں دنیا کی حقیقت کو واضح کیا مثلا: دنیا سانپ کی مثل ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی 13 / 179)

☆ جناب عمرو بن عاص کی جانب خط لکھا۔ (تاریخ دمشق 46 / 170)

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ذخیرہ حدیث پر مشتمل صحائف موجود تھے اور آپ کتابت کے بھی قائل تھے بلکہ خود کتابت کیا کرتے تھے۔ یعنی کاتب قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ کاتب حدیث بھی تھے۔

صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے صحیفہ " الصادقہ "کو کافی شہرت حاصل تھی جس کی چند وجوہات ہوسکتی ہیں ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو لکھنے کی اجازت دی دوسرا وہ اپنے صحیفہ کے بارے میں خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ذکر کیا کرتے تھے تیسرا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کا کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے جس طرح کہ گذر چکا ہے۔ وہ خود اپنے صحیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں

مَا يُرَغِّبُنِي فِي الْحَيَاةِ إِلَّا خَصْلَتَانِ الصَّادِقَةُ وَالْوَهْطُ. فَأَمَّا الصَّادِقَةُ فَصَحِيفَةٌ [ص: 306] كَتَبْتُهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَّا الْوَهْطُ فَأَرْضٌ تَصَدَّقَ بِهَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَانَ يَقُومُ عَلَيْهَا.

(سنن الدارمی 436/1، جامع بیان العلم 305/1، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کتابت حدیث کے جواز پر دوسری روایات اس کے معنا صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔)

دو چیزیں میری زندگی میں دلچسپ رہیں 1۔صادقہ 2۔وہط ۔صادقہ صحیفہ ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا اور وہط عمرو بن عاص نے جوز مین صدقہ کی تھی۔

یہاں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے صرف صحیفہ ذکر نہیں کیا بلکہ اس کو اپنی زندگی کا محبوب ساتھی قرار دیتے ہوئے واضح طور پر بتایا ہے کہ یہ وہ صحیفہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود لکھا ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَتَنَاوَلْتُ صَحِيفَةً مِنْ تَحْتِ مَفْرَشِهِ، فَمَنَعَنِي ، قُلْتُ: مَا كُنْتَ تَمْنَعُنِي شَيْئًا ، قَالَ: هَذِهِ الصَّادِقَةُ ، هَذِهِ مَا سَمِعْتُ

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ۔

تقییدالعلم لخطیب بغدادی 84/1

میں عبداللہ بن عمرو کے پاس آیا اور آپ کے تکیہ کے نیچے سے صحیفہ لیا تو آپ نے مجھے منع فرما دیا میں نے عرض کی حضور آپ نے مجھے کبھی منع نہیں فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا یہ (صحیفہ) صادقہ ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا (اس میں) میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور کوئی بھی نہیں۔ (یعنی بلا واسطہ سنا ہے)

جناب مجاہد کے اس فرمان سے چند چیزیں واضح ہوتی ہیں ملاحظہ فرمایئے:

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث مبارکہ پر مشتمل لکھا ہوا صحیفہ موجود تھا۔

☆ آپ اس کو اپنے تکیہ کے پاس رکھتے عام طور پر تکیہ کے پاس کوئی قیمتی یا پسندیدہ چیز ہی رکھی جاتی ہے۔

☆ وہ صحیفہ آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ سن رکھا تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کتابت حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صحیفہ کی حفاظت کے معاملہ میں بہت حریص تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے جب بھی کوئی سوال پوچھا جاتا تو فوری بتا دیتے یا پھر صحیفہ صادقہ منگواتے اور اس میں مکتوب حدیث مبارک دیکھ کر مسئلہ کا حل بتاتے تھے ایک بار آپ سوال کیا گیا کہ

أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ يُفْتَحُ أَوَّلًا قُسْطَنْطِينَةُ أَوْ رُومِيَّةُ؛ قَالَ: فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو بِصُنْدُوقٍ لَهُ حَلَقٌ فَأَخْرَجَ مِنْهُ كِتَابًا فَجَعَلَ يَقْرَأُهُ قَالَ

فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكْتُبُ إِذْ سُئِلَ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ يُفْتَحُ أَوَّلًا قُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ مَدِينَةُ هِرَقْلَ أَوَّلًا تُفْتَحُ۔

مصنف ابن ابی شیبۃ 219/4، مسند احمد بن حنبل 224/11، المستدرک للحاکم 598/4، امام حاکم نے فرمایا: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. امام ذہبی نے بھی اس کو صحیح کہا۔ تعلیق المستدرک۔

قسطنطینیہ پہلے فتح ہوگا یا رومیہ تو حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے صندوق منگوایا اور اس سے کتاب نکال کر پڑھنے لگے پھر فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ قسطنطینیہ پہلے فتح ہوگا یا رومیہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ ہرقل شہر پہلے فتح ہوگا۔

ان روایات کے ذکر کرنے کے بعد کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا ایک ایک لفظ واضح ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم پر مشتمل صحیفہ صادقہ موجود تھا آپ خود بھی اس سے استدلال و استنباط کرتے اور جو رہنمائی کے لیے آتا اس کو بھی اس سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہاں حقیقت آشکارا ہے سو وہ نظریہ، فکر اور سوچ کسی صورت قابل قبول نہیں ہو سکتی جس میں کتابت حدیث کی ممانعت والی روایات کو آڑ بنا کر ذخیرہ حدیث کا انکار کیا جائے اور یہ باور کروایا جائے کہ صرف قرآن کریم کی حیثیت ہے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حیثیت نہیں۔

کیوں کہ کتابت حدیث کا جواز ہر لحاظ سے واضح و ثابت ہے۔ بحمدہ تعالیٰ وکرمہ۔

صحیفہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے صحابیِ رسول ﷺ ورضی اللہ عنہ ہیں آپ نے خود بھی اس کا اظہار فرمایا ہے۔(جیسا کہ گذر چکا ہے) محدثین کرام کی بتائی ہوئی تعداد میں بھی آپ ہی سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ذخیرہ حدیث جمع کرنے میں زیادہ حریص فرمایا نیز آپ کا زیادہ تر وقت دیگر امور کو سرانجام دینے کی بجائے حدیث کو طلب کرنے میں سرف ہوتا تھا۔ اسی گہری دلچسپی کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ نے حفظِ احادیث کے ساتھ ساتھ احادیث کو کتب میں بھی جمع کر رکھا تھا جس طرح کہ حسن بن عمر نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ ہمیں اپنی گھر لے کر گئے: فَأَرَانَا كُتُبًا كَثِيرَةً مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. آپ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی بہت زیادہ کتابیں دکھائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باقاعدہ صحیفہ بھی مروی ہے جسے "**صحیفہ ھمام بن منبہ**" کہا جاتا ہے یہ صحیفہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت ہمام بن منبہ نے لکھ کر جمع کر رکھا تھا امام احمد بن حنبل نے اس کو مسند میں رکھ دیا جس کی وجہ سے آج تک بعینہٖ محفوظ ہے اس میں 138 احادیث ہیں۔ ماضی قریب میں انتہائی گہری نظر رکھنے والے اسلامی اسکالر ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی کو اس کا نسخہ ملا جس پر انہوں نے تحقیق کی اور اس کی باقاعدہ اشاعت کا اہتمام کیا۔ ان کے علاوہ بھی کچھ احباب نے یہ خدمت سرانجام دی ہے بہر حال یہ کہنا بجا ہے کہ بعینہٖ وہی صحیفہ بحمدہٖ تعالیٰ امت مسلمہ کے پاس موجود ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد مبارک میں لکھا گیا تھا۔

صحیفہ حضرت جابر بن عبداللہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اخذ وطلب حدیث کے لیے جو کوششیں سرانجام دی ہیں امت مسلمہ اس سے واقف ہے آپ نے ایک حدیث کے لیے باقاعدہ شام کا سفر کیا، علاوہ ازیں آپ ابن سابط کے پاس تحتیوں میں لکھا کرتے تھے، نیز معمر بن راشد نے بھی آپ سے ایک صحیفہ روایت کیا اور حضرت قتادہ نے بھی آپ کے اس صحیفہ کا ذکر کیا جو آپ کو سورہ بقرہ سے بھی زیادہ یاد تھا۔

تفصیل کے ملاحظہ کیجیے: (تهذیب التهذیب لابن حجر عسقلانی. تذکرة الحفاظ للذهبی. جامع بیان العلم وغیره)

صحیفہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی کتابت حدیث میں دلچسپی لی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل صحیفے مرتب کیے آپ کی اس کاوش کے حوالہ سے زوجہ ابورافع جناب سلمی فرماتی ہیں: رایت ابن عباس معه الواح یکتب علیها من ابی رافع شیئا من فعل رسول الله ﷺ۔

میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے پاس تحتیاں ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جناب ابورافع سے لکھ رہے ہیں۔

اتنا کثرت سے لکھتے تھے کہ کتب کا حجم اونٹ کے سامان کے برابر تھا۔ آپ نے مختلف فتاوی جات لکھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدالتی فیصلے بھی زیب قرطاس کیے۔ نیز اپنی کتب میں ایک ذخیرہ حدیث جمع کیا جو مختلف علاقوں تک پھیلا ہوا تھا۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے۔

(الطبقات الکبری، جامع ترمذی، مقدمہ صحیح مسلم، زاد المعاد، السنۃ قبل التدوین وغیرھم)

صحیفہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے صحیفے بھی شہرت کے حامل تھے، کتابت حدیث کے متعلق فرمایا کرتے کہ علم کو کتاب میں بند کرو یعنی جمع کرو۔ جناب ابان آپ کی روایات لکھتے اور جب کوئی حدیث مبارک بیان کرتا تو اپنے بیٹوں کو لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

(سنن دارمی، جامع بیان العلم وفضلہ، السنۃ قبل التدوین وغیرہ۔)

دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صحائف

اسی طرح دیگر کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذخیرہ حدیث پر مشتمل صحیفے موجود تھے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذکورہ بالا کی تفصیل پر ہی اکتفا کرتے ہیں دیگر کے صرف نام ذکر کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

☆صحیفہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

☆صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ عمر لعتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ

☆صحیفہ حضرت انس سے سلیمان تیمی اور حمید الطویل

☆صحیفہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

☆صحیفہ حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا

علاوہ ازیں کئی صحیفے موجود ہیں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خود لکھے یا اپنے تلامذہ و بیٹوں سے لکھوائے ان کے دور میں تحریری طور پر احادیث جمع کر رکھنے کا کافی رجحان تھا وہ کتابت حدیث کو بہت اہمیت دیتے تھے انہیں احساس تھا کہ کتابت کے ذریعہ علم محفوظ رہتا ہے ورنہ کسی بھی شخص کے جانے کے ساتھ ہی علم بھی اٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خدمات سرانجام دینے والی ہستیوں کے اللہ تعالی بہت زیادہ درجات بلند فرمائیں۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

تابعین عظام وغیرہم اور کتابت حدیث

کتابت کے ذریعے ذخیرہ حدیث کو محفوظ کرنے والی شخصیات حضرات تابعین عظام نے خدمت حدیث میں عظیم الشان و نا قابل فراموش کردار ادا کیا ہے جہاں صحابہ کرام کی احادیث پر کتب موجود تھیں وہاں تابعین عظام نے اس مرحلہ کی تکمیل کی اور با قاعدہ طور پر ذخیرہ حدیث کو یکجا کر کے تاریخ رقم کر دی تابعین عظام کی ایک تعداد ہے جن کی کتب ابھی بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام کے طرز عمل کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ انتہائی احسن طریقہ سے آگے بڑھا کر ساری دنیا میں پھیلا دیا چوں کہ یہ شخصیات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی تربیت یافتہ تھیں اس لیے ان کے ہاں خدمت حدیث کا جذبہ بہت زیادہ تھا حتی کہ احادیث کی اسانید، راویوں کے احوال اور دیگر علوم حدیث پر بنیادی کام کیا جس طرح امام ابن سرین وغیرہ نیز متن حدیث سے استدلال کر کے علم و اجتہاد کے عظیم الشان موتی بکھیرے جس طرح کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ حنفی جیسا امت مسلمہ کو تحفہ عطا فرمایا یہ وہی دور ہے جس میں ریاستی و حکومتی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا ذخیرہ حدیث لکھ کر جمع کرنے کا فریضہ سرانجام دیا گیا تمام محکمے کے افراد، وزراء، علماء اور رعایہ کو اس کام کے لیے خطوط لکھے گئے پھر ان پر محققین و محدثین کرام کی ایک جماعت کو ذخیرہ حدیث میں تحقیق و تنقیح اور شفافیت کے لیے منتخب کیا گیا تا کہ صحیح و سقیم اور کذب بیانی کا فرق واضح کیا جا سکے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں خدمات کو امت مسلمہ کبھی نہ بھلا سکے گی۔ آپ نے کیا خدمات سرانجام دیں ملاحظہ فرمایئے:

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور کتابت حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عہد خلافت میں ذخیرہ حدیث کے اٹھ جانے کے خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے سرکاری حکم نامہ جاری فرماتے ہوئے مختلف شخصیات ،وزراءاور سربراہوں کی طرف باقاعدہ خطوط لکھے کہ ذخیرہ حدیث کولکھ کر جمع کیا جائے

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللَّهُ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنْ اكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا ثَبَتَ عِنْدَكَ مِنَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَبِحَدِيثِ عَمْرَةَ. فَإِنِّي قَدْ خَشِيتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَهُ. سنن الدارمی 430/1 وقال حسین سلیم اسد:تعلیق المحقق إسناده صحيح

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح وثابت احادیث اور عمرہ کی روایات لکھ کر مجھے ارسال کیجیے کیوں کہ مجھے علم کے اٹھ جانے کا خوف لاحق ہوگیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ کے ساتھ جس میں اہل مدینہ کا ذکر ہے،مروی ہے کہ

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ انْظُرُوا حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبُوهُ فَإِنِّي قَدْ خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ أَهْلِهِ. سنن الدارمی 430/1 وقال حسین اسد:إسناده صحیح

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کی جانب لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی

احادیث تلاش کرو پھر اس ذخیرہ حدیث کو لکھ لو کیوں کہ مجھے علم وصاحبان علم کے اٹھ جانے کا خوف لاحق ہو رہا ہے۔

گویا کہ آپ نے یہ اشارہ دیا کہ علماء کے اٹھ جانے سے امت مسلمہ سینوں میں محفوظ ذخیرہ حدیث سے محروم ہو جائے گی اسی لیے آپ نے ان کو لکھنے کا حکم صادر فرمایا تا کہ ذخیرہ حدیث محفوظ ہو جائے ظاہر ہے قلم کی اہمیت سے کون واقف نہیں آج بھی محدثین ومؤرخین اور ذخیرہ حدیث وتاریخ قلم کی وجہ سے ہم میں باقی ہے ورنہ ان کے چلے جانے کے ساتھ ہی یہ قیمتی ذخیرہ رخصت ہو جاتا ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ حضرات القدس جنہوں نے احادیث رسول ﷺ کو سینوں میں محفوظ کیے رکھا اور اس دار فانی سے کوچ کر گئے وہ بہت سا ذخیرہ اپنے ساتھ ہی لے گئے۔اس لیے یہ کہنا ہی صحیح ہے کہ حدیث کی کتابت کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور آج بھی ہے جہاں حافظے کمزور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں وہاں کتابت حدیث کی ضرورت واہمیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے گویا کہ کاتبین حدیث نے تا قیامت امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا ہے اللہ کریم ان کو اپنی رحمتوں کے دامن میں سمیٹے رکھیں اور ہر لمحہ ان کے درجات بلند فرمائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے احکامات وخطوط اور کاوش کے نتیجے میں علماء نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے میں سعد بن ابراہیم فرماتے ہیں:

أَمَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِجَمْعِ السُّنَنِ فَكَتَبْنَاهَا دَفْتَرًا دَفْتَرًا، فَبَعَثَ إِلَى كُلِّ أَرْضٍ لَهُ عَلَيْهَا سُلْطَانٌ دَفْتَرًا..

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر 1/331)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ہمیں سنن کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر ہم نے ان کو دفتر دفتر کر کے لکھا پھر جہاں آپ کی سلطنت تھی ایک ایک دفتر بھیجا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عملی دنیا تک کے اس عظیم الشان کے لیے با قاعدہ علماء کمیٹی قائم کر رکھی تھی جس نے یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دی یوں آپ نے کتاب وتدوین حدیث اور احیاء واشاعت حدیث کا کام کیا۔ مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب "احیائے سنت" حصہ اول کا مطالعہ فرمایے۔

نوٹ: اگر کسی کو خلیفہ عدل حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امانت و دیانت اور سنت مصطفی کریم ﷺ سے وفا میں شک ہے تو وہ خود متنازع وغیر مقبول ہو جائے گا انہوں نے جس احساس و درد سے کتابت وتدوین حدیث کا ذمہ اٹھایا امت مسلمہ نے ان کے اس اقدام کی وجہ سے ان کو بانیان و مدونین حدیث میں شامل کیا ہے۔

دیگر تابعین عظام و مابعد ہم اور کتابت حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں سرانجام دی گئی خدمات کے علاوہ دیگر تابعین عظام کی خدمات بالاختصار درج ذیل ہیں:

جناب بشیر بن نہیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، قَالَ: " كُنْتُ أَكْتُبُ مَا أَسْمَعُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُفَارِقَهُ، أَتَيْتُهُ بِكِتَابِهِ فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: هَذَا سَمِعْتُ مِنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ "

سنن الدارمی 430/1 وقال حسین سلیم اسد: تعلیق المحقق إسناده صحیح

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا جب میں نے آپ

سے اجازت چاہنے کا ارادہ کیا تو اپنی کتاب لایا اس کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھا اور عرض کیا کہ یہ جو میں نے (لکھا ہوا ہے) آپ سے سنا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ (یعنی ایسا ہی ہے مجھ سے ہی سنا ہے)

اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نہ صرف احادیث لکھا کرتے تھے بلکہ اپنے تلامذہ کو بھی لکھنے کی اجازت مرحمت فرماتے تھے جس طرح کہ جناب بشیر بن نھیک نے بیان فرمایا ہے۔

یہی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اسلوب تھا کہ وہ اپنے تلامذہ کو حدیث مبارک لکھنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنتُ أَسْمَعُ مِنَ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، الْحَدِيثَ بِاللَّيْلِ، فَأَكْتُبُهُ فِي وَاسِطَةِ الرَّحْلِ.

(سنن الدارمی 431/1، إسنادہ حسن)

میں حضرت عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے رات کو حدیث سنتا اور اس کو (واپسی پر سفر میں) کجاوہ میں لکھ لیا کرتا تھا۔

اسی طرح دوسرے الفاظ کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

كُنتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي طَرِيقِ مَكَّةَ لَيْلًا، وَكَانَ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ فَأَكْتُبُهُ فِي وَاسِطَةِ الرَّحْلِ، حَتَّى أُصْبِحَ فَأَكْتُبَهُ.

(سنن الدارمی 431/1)

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو مکہ کی راہ پر چلتا تو وہ میں حدیث بیان کرتے پھر میں اس کو کجاوہ میں لکھ لیتا اور پھر جب صبح ہوتی تو اس

کو (کتاب میں) لکھ لیتا۔

حضرت سعید اپنے والد ابو بردہ سے اور وہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي حَدِيثًا كَتَبْتُهُ. فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ كَيْفَ تَصْنَعُ؛ قُلْتُ: إِنِّي أَكْتُبُ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْكَ. قَالَ: فَأْتِنِي بِهِ. فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: نَعَمْ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلٰكِنِّي أَخَافُ أَنْ يَزِيدَ أَوْ يَنْقُصَ.

(کشف الاستار عن زوائد البزار 110/1)

میں اپنے والد سے جب حدیث سنتا تو اس کو لکھ لیتا تو آپ نے فرمایا: اے بیٹا آپ یہ کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں لکھ لیتا ہوں تو والد نے فرمایا میرے پاس لے کر آؤ پھر میں نے وہ اپنے والد کے سامنے پڑھا تو والد صاحب نے فرمایا ہاں اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ اس میں کمی یا زیادتی نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ کتابت حدیث بنفسہ منع نہ تھی بلکہ منکرین وواضعین حدیث کے ہتھکنڈوں سے حفاظت کے لیے اہتمام تھا۔

ابو الزناد فرماتے ہیں:

كُنَّا نَكْتُبُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ. وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَكْتُبُ كُلَّ مَا سَمِعَ. فَلَمَّا احْتِيجَ إِلَيْهِ عَلِمْتُ أَنَّهُ أَعْلَمُ النَّاسِ.

(جامع بیان العلم 321/1)

ہم حلال وحرام لکھتے اور ابن شہاب جو سنتے لکھ لیا کرتے پس جب آپ کی طرف محتاجی ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

یعنی کتابت حدیث کو حفظ سے زیادہ بہتر قرار دیا۔

معاویہ بن قرہ فرماتے ہیں:

مَنۡ لَمۡ يَكۡتُبِ الۡعِلۡمَ فَلَا تَعُدُّوهُ عَالِمًا۔

(جامع بیان العلم 321/1)

جس نے علم نہ لکھا تم اس کو عالم نہ سمجھو۔

وہب بن جریر فرماتے ہیں کہ ہمیں شعبہ نے ایک حدیث بیان کی پھر فرمایا:

هٰذَا وَجَدۡتُهُ مَكۡتُوبًا عِنۡدِي فِي الصَّحِيفَةِ۔

(جامع بیان العلم 325/1)

یہ حدیث میں نے اپنے ایک تحریر کردہ صحیفہ میں پائی ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وُجِدَ فِي قَائِمِ سَيۡفِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ صَحِيفَةٌ فِيهَا مَكۡتُوبٌ۔ مَلۡعُونٌ مَنۡ أَضَلَّ أَعۡمَى عَنِ السَّبِيلِ، الخ۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 322/1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے غلاف میں ایک صحیفہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا لعنتی ہے وہ شخص راہ حق سے بھٹک گیا۔

جناب طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنۡتُ أَنَا وَسَعِيدُ بۡنُ جُبَيۡرٍ عِنۡدَ ابۡنِ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنَا وَيُكۡتَبُ سَعِيدُ بۡنُ جُبَيۡرٍ۔ (المحدث الفاصل 373/1)

میں اور سعید بن جبیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتے وہ ہمیں

احادیث بیان فرماتے اور سعید بن جبیر وہ احادیث لکھتے جاتے۔

ستر بدری صحابہ علیہم الرضوان کا دیدار کرنے والے امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْكِتَابُ قَيْدُ الْعِلْمِ۔ (المحدث الفاصل 375/1)

لکھنا علم کو محفوظ بناتا ہے۔

امام ضحاک فرماتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتَ شَيْئًا فَاكْتُبْهُ وَلَوْ فِي حَائِطٍ۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 1/ 312)

جب تم کچھ سنو تو اس کو لکھ لیا کرو اگرچہ دیوار پر ہی ہو۔

حسین بن عقیل فرماتے ہیں:

أَمْلَى عَلَيَّ الضَّحَّاكُ مَنَاسِكَ الْحَجِّ۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 1/ 312)

مجھے امام ضحاک نے حج کے مناسک لکھوائے۔

حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں:

الْكِتَابُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنَ النِّسْيَانِ۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 298/1)

مجھے بھول جانے سے لکھنا زیادہ پسند ہے۔

عبداللہ بن حنش فرماتے ہیں:

رَأَيْتُهُمْ عِنْدَ الْبَرَاءِ يَكْتُبُونَ عَلَى أَيْدِيهِمْ بِالْقَصَبِ۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 298/1)

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے کانے کی قلم سے لکھتے تھے۔ عظیم محدث جناب معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثْتُ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ بِأَحَادِيثَ، فَقَالَ لِي: اكْتُبْ لِي حَدِيثَ كَذَا وَحَدِيثَ كَذَا، فَقُلْتُ: إِنَّا نَكْرَهُ أَنْ نَكْتُبَ الْعِلْمَ. قَالَ: اكْتُبْ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَكُنْ كَتَبْتَ، فَقَدْ ضَيَّعْتَ۔

(جامع معمر بن راشد 259/11)

میں نے یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ کو احادیث بیان کیں تو آپ نے مجھے فرمایا میرے لیے اس، اس طرح احادیث لکھو میں نے عرض کیا ہم علم کو لکھنا ناپسند کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: لکھو اگر آپ نے نہ لکھا تو ضائع کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ امام معمر بن راشد کی حدیث پر باقاعدہ کتاب موجود ہے جو آج بھی عام مل جاتی ہے جس کا نام یہ ہے "جامع معمر بن راشد"

حضرت حسن بن جابر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا أُمَامَةَ عَنْ كِتَابِ الْعِلْمِ، فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر 1/317)

میں نے حضرت ابو امامہ سے علم لکھنے کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن حرملہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ سَيِّئَ الْحِفْظِ فَرَخَّصَ لِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فِي الْكِتَابِ۔

(جامع بیان العلم 1/320)

میرا حافظہ کمزور تھا تو مجھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے لکھنے کی اجازت دی تھی۔

صالح بن کیسان فرماتے ہیں:

اجْتَمَعْتُ أَنَا وَابْنُ شِهَابٍ وَنَحْنُ نَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَى أَنْ نَكْتُبَ السُّنَنَ، فَكَتَبْنَا كُلَّ شَيْءٍ سَمِعْنَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ كَتَبْنَا أَيْضًا مَا جَاءَ عَنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ: لَا، لَيْسَ بِسُنَّةٍ، وَقَالَ هُوَ: بَلَى هُوَ سُنَّةٌ، فَكَتَبَ وَلَمْ أَكْتُبْ، فَأَنْجَحَ وَضَيَّعْتُ.

جامع معمر بن راشد 258/11

میں اور ابن شہاب علم کے حصول کے لیے اکٹھے ہوئے تاکہ سنن یعنی احادیث لکھیں ہم نے جو کچھ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں سے سنا اس کو لکھ لیا پھر اسی طرح صحابہ کرام کی احادیث کو بھی لکھنے لگے تو میں نے کہا کہ یہ سنت نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا بلکہ سنت ہے سو انہوں نے لکھ لیا اور میں نے نہ لکھا تو وہ کامیاب ہو گئے اور میں نے (وہ ذخیرہ) ضائع کر دیا۔

اللہ اکبر جنہوں نے کتابت حدیث نہیں کی وہ کس قدر پچھتائے لیکن جنہوں نے حدیث لکھی آج ان کا ذخیرہ زیادہ محفوظ ہے۔

جناب منصور فرماتے ہیں: " قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: إِنَّ سَالِمًا أَتَمُّ مِنْكَ حَدِيثًا؛ قَالَ: إِنَّ سَالِمًا كَانَ يَكْتُبُ "

حسین سلیم اسد نے کہا: إسناده صحيح۔ سنن الدارمی 423/1

میں نے ابراہیم سے کہا کہ سالم آپ سے حدیث میں زیادہ کامل ہیں تو انہوں نے

فرمایا وہ لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو الثلج فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ: الرَّجُلُ يَكْتُبُ الْحَدِيثَ أَوْ يَصُومُ وَيُصَلِّي؟ قَالَ: يَكْتُبُ الْحَدِيثَ.

شرف اصحاب الحدیث خطیب بغدادی 1/ 85

میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا اے ابوعبداللہ! آپ کے نزدیک کون شخص زیادہ محبوب ہے جو حدیث لکھے یا (نفلی) روزہ و نماز قائم کرے تو آپ نے فرمایا جو حدیث لکھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتابت حدیث کی ممانعت کسی صورت باقی نہ تھی تمام محدثین کرام کے ہاں حدیث لکھنا جائز تھا ہاں جو اس وقت تک کراہت کا قول نقل کرتے تھے انہوں نے بھی رجوع کر لیا تھا جس طرح کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

تابعین وتبع تابعین کے عہد مبارک میں لکھی جانے والی کتب کا طائرانہ تعارف

1۔صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب ہمام کو لکھوائی تھی ۔بفضلہٖ وکرمہ تعالیٰ یہ کتاب آج بھی موجود ہے۔اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

2۔کتاب قیس بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ

3۔کتاب مجاہد بن جبر رحمہ اللہ تعالیٰ

4۔کتاب ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ کتاب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خواہش پر امام ابن شہاب زہری نے لکھی۔نیز کتابت حدیث میں امام زہری کا بڑا بنیادی کردار تھا۔

5۔کتاب رجاء بن حیوۃ رحمہ اللہ تعالیٰ

6۔کتاب ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ

جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے جمع وتدوین حدیث کے لیے منگوائی تھی۔

7۔کتاب عمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ کتاب بھی حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ عنہ نے منگوائی تھی اس میں غالبا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات کا ایک ذخیرہ موجود تھا۔

8۔کتاب امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ

9۔کتاب بشیر بن نھیک رحمہ اللہ تعالی

10۔وہ تمام کتب جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے منگوائیں یا لکھوائیں یا جمع فرمائیں تھیں۔

ملاحظہ فرمایے:الفہرست ابن ندیم، جامع بیان العلم، السنۃ قبل التدوین لعجاج الخطیب ،تاریخ البغداد لخطیب،طبقات کبری ابن سعد، تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

علاوہ ازیں معروف کتب جو ذخیرہ حدیث و سیرت جمع کرنے کے لیے تحریر کی گئیں:

1۔موطا امام مالک رحمہ اللہ

2۔کتاب الاثار امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ

3۔الزھد، الجہاد لعبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ

4۔الجامع امام سفیان الثوری رحمہ اللہ

5۔جامع معمر بن راشد رحمہ اللہ

6۔السیر وغیرہ للاوزاعی رحمہ اللہ

7۔۔مسند ربیع رحمہ اللہ

8۔کتاب شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ

9۔جامع سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ

10۔کتاب المغازی ابن اسحاق رحمہ اللہ

11۔کتاب ابن عبد الحمید رحمہ اللہ

12۔المصنف امام عبد الرزاق رحمہ اللہ

13۔مسند زید بن علی رحمہ اللہ

14۔ کتاب الام، الرسالہ وغیرہ لامام شافعی رحمہ اللہ

15۔ السنن لابن جریج رحمہ اللہ

مزید تفصیل کے لیے رجوع فرمایے: (الرسالۃ المستطرفہ، المحدث الفاصل وتدریب الراوی، السنۃ قبل التدوین، ودیگر کتب علوم حدیث وفہارس وغیرہ۔)

کتب عشرہ اور اس کے دور میں لکھی جانے والی کتب کا مختصر مطالعہ

1۔ مسند ابی داؤد طیالسی

2۔ مسند حمیدی

3۔ سنن سعید بن منصور

4۔ مصنف ابن ابی شیبۃ

5۔ مسند اسحاق بن راہویہ

6۔ مسند عبد بن حمید

7۔ مسند البزار

8۔ مسند ابی یعلی

اختصار کو ملحوظ رکھتے انہی پر اکتفا کرتے ہیں صرف کتب عشرہ کے نام ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی، مؤطا امام مالک، سنن دارمی، شرح معانی الآثار، مسند احمد بن حنبل، ان دس کتب کے علاوہ کثرت کے ساتھ محدثین کرام نے ذخیرہ حدیث تحریری صورت میں جمع کر رکھا تھا۔

جس طرح: کتب الجوامع، کتب السنن، کتب المستدرکات، کتب المستخرجات، کتب الآثار، کتب الاطراف، اجزاء، امالی، مسانید، صحاح، جوامع وغیرہم۔

ذیل میں چند محدثین کرام کے اقوال درج کیے جا رہے ہیں تا کہ کتابت حدیث کا مسئلہ مزید واضح ہو اور مذکورہ روایات و اقوال کا نتیجہ پیش کیا جا سکے ملاحظہ فرمایے:

مشکل الحدیث اور روایت و درایت کے عظیم امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ، الْإِبَاحَةُ لِكِتَابَةِ الْعِلْمِ، وَخِلَافٌ لِحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ. وَهَذَا أَوْلَى بِالنَّظَرِ .... وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا عَمَّنْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ هَذَا. (شرح معانی الآثار 319/4)

ان احادیث میں علم کو لکھنے کا جواز ہے اور ہم نے پہلے باب میں حضرت ابوسعید خدری والی روایت ذکر کی ہے وہ اس کے خلاف ہے لیکن یہی تحقیق زیادہ بہتر ہے (یعنی کتابت حدیث جائز ہے)۔۔۔ یہی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے اور اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی خدمت سرانجام دی گئی اس کے مطابق ہی ہے یعنی کتابت حدیث جائز ہے۔

تاویل الحدیث کے امام ابن قتیبہ دینوری فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ نَقُولُ: إِنَّ فِي هَذَا مَعْنيين: أحداهما: أَنْ يَكُونَ مِنْ مَنْسُوخِ السُّنَّةِ بِالسُّنَّةِ. كَأَنَّهُ نَهَى فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ عَنْ أَنْ يُكْتَبَ قَوْلُهُ. ثُمَّ رَأَى بَعْدُ -لَمَّا عَلِمَ أَنَّ السُّنَنَ تَكْثُرُ وَتَفُوتُ الْحِفْظَ- أَنْ تُكْتَبَ وَتُقَيَّدَ.

وَالْمَعْنَى الْآخَرُ: أَنْ يَكُونَ خَصَّ بِهَذَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، لِأَنَّهُ كَانَ قَارِئًا لِلْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَيَكْتُبُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَكَانَ غَيْرُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ أُمِّيِّينَ، لَا يَكْتُبُ مِنْهُمْ إِلَّا الْوَاحِدُ وَالِاثْنَانِ، وَإِذَا كَتَبَ لَمْ يُتْقِنْ، وَلَمْ يُصِبِ التَّهَجِّيَ. فَلَمَّا خَشِيَ عَلَيْهِمُ الْغَلَطَ فِيمَا يَكْتُبُونَ نَهَاهُمْ. وَلَمَّا أَمِنَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ذَلِكَ، أَذِنَ لَهُ.

تاویل مختلف الحدیث 412/1

ہم کہتے ہیں کہ اس کے دومعانی ہیں: ایک یہ کہ سنت، سنت کے ساتھ منسوخ ہوتی ہے گویا کہ پہلے لکھنا منع تھا جب احادیث کی کثرت ہوگئی اور حافظے کمزور ہونے لگے تو لکھنے اور علم کو قید کرنے پر غور فکر کیا گیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کے حکم ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خاص ہیں کیوں کہ وہ پہلی کتب پڑھتے تھے اور سریانی و عربی لکھتے تھے اور دوسرے صحابہ کرام (یوں) لکھتے پڑھتے نہ تھے ماسوائے ایک دو کے۔ اور جب لکھا تو اس طریقہ سے نہ لکھ پائے پس جب غلطی کا خدشہ پیدا ہوا تو ان کو لکھنے سے منع فرما دیا اور عبد اللہ بن عمرو سے یہ خوف نہ تھا تو ان کو اجازت دے دی گئی تھی۔

امام ابوسلیمان خطابی رقمطراز ہیں کہ

قال الشيخ: يشبه أن يكون النهي متقدماً وآخر الأمرين الإباحة. وقد قيل أنه إنما نهى أن يكتب الحديث مع القرآن في صحيفة واحدة لئلا يختلط به ويشتبه على القارىء، فأما أن يكون نفس الكتاب محظوراً وتقييد العلم بالخط منهياً عنه فلا. وقد أمر

رسول الله صلى الله عليه وسلم أمته بالتبليغ وقال ليبلغ الشاهد الغائب فإذا لم يقيدوا ما يسمعونه منه تعذر التبليغ ولم يؤمن ذهاب العلم وأن يسقط أكثر الحديث فلا يبلغ آخر القرون من الأمة. وللنسيان من طبع أكثر البشر والحفظ غير مأمون عليه الغلط. وقد قال صلى الله عليه وسلم لرجل شكى إليه سوء الحفظ استعن بيمينك. وقال اكتبوها لأبي شاه خطبة خطبها فاستكتبها وقد كتب رسول الله صلى الله عليه وسلم كتباً في الصدقات والمعاقل والديات أو كتبت عنه فعمل بها الأمة وتناقلتها الرواة ولم ينكرها أحد من علماء السلف والخلف فدل ذلك على جواز كتابة الحديث والعلم والله أعلم.

معالم السنن 185/4

شیخ فرماتے ہیں کہ نہی مقدم ہے اور دونوں امور میں بعد والا امر (کتابت کی) اجازت ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حدیث کو قرآن کریم کے ساتھ ایک ہی صحیفہ میں لکھنے سے منع کیا گیا تھا تا کہ خلط ملط نہ ہو اور قراءت کرنے والے پر مشتبہ نہ ہو جائے لیکن ایسا نہیں کہ کتابت یا علم کو تحریری طور پر جمع کرنا ہی منع ہو۔رسول اللہ ﷺ نے امت کو اپنی طرف سے پہنچانے کا حکم دے رکھا ہے فرمایا حاضر، غائب تک پہنچا دے پس جب سنا ہوا لکھا نہیں جائے گا تو پہنچانا مشکل ہو جائے گا پھر علم کے اٹھ جانے اور ذخیرہ حدیث کے ختم ہو جانے کا خدشہ ہوگا اور پہلے زمانوں سے مابعد امت تک نہیں پہنچ پائے گا۔بھول جانا انسانی مزاج اور حفظ غلطی کے خدشہ کی وجہ سے

غیر محفوظ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ سے لکھنے کا حکم فرمایا اور جناب ابوشاہ کے لیے ان کی درخواست پر خطبہ لکھنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی صدقات، دیات لکھوائے تا کہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔ میرے بھائیو! متاخرین میں سے کسی نے بھی کتابت کا انکار نہیں کیا پس یہ حدیث وعلم کے لکھنے کے جائز ہونے پر دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بغوی فرماتے ہیں:

وَذَهَبَ الأَكْثَرُونَ إِلَى إِبَاحَةِ الْكِتْبَةِ، لِمَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ، فَقَالَ أَبُو شَاهٍ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »اكْتُبُوا لأَبِي شَاهٍ«. وَالنَّهْيُ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مُتَقَدِّمًا، ثُمَّ أَبَاحَهُ، وَأَذِنَ فِيهِ. وَقَدْ قِيلَ: إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ كِتْبَةِ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ فِي صَحِيفَةٍ وَاحِدَةٍ، لِئَلا يَخْتَلِطَ غَيْرُ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ، فَيَشْتَبِهَ عَلَى الْقَارِئِ، فَأَمَّا أَنْ يَكُونَ نَفْسُ الْكِتَابِ مَحْظُورًا، فَلا، يَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »بَلِّغُوا عَنِّي«. وَفِي الأَمْرِ بِالتَّبْلِيغِ إِبَاحَةُ الْكِتْبَةِ، وَالتَّقْيِيدُ، لأَنَّ النِّسْيَانَ مِنْ طَبْعِ أَكْثَرِ الْبَشَرِ، وَمَنِ اعْتَمَدَ عَلَى حِفْظِهِ لَا يُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْغَلَطُ، فَتَرْكُ التَّقْيِيدِ يُؤَدِّي إِلَى سُقُوطِ أَكْثَرِ الْحَدِيثِ، وَتَعَذُّرِ التَّبْلِيغِ.. شرح السنۃ للبغوی 1/ 295

زیادہ تر (علماء ومحدثین) کتابت کے جواز کی طرف گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

شاہ کے لیے خطبہ لکھنے کا حکم دیا تھا۔ پہلے منع کیا گیا تھا پھر اس کی اجازت دے دی گئی منع کی اصل وجہ ایک ہی صحیفہ میں قرآن و حدیث کو اکٹھا لکھنا تھا تاکہ قرآن غیر قرآن سے قاری پر مشابہ نہ ہو جہاں تک نفس کتابت کی بات ہے تو وہ منع نہیں ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے اس حکم میں کتابت و تحریر کا جواز ہے کیوں کہ بھولنا انسانی فطرت ہے جس نے بھی صرف حفظ پر اعتماد کیا اسے بھولنے کا خوف رہا اگر لکھنا چھوڑ دیا جاتا تو اکثر ذخیرہ حدیث ضائع ہو جاتا اور لوگوں تک پہنچانا مشکل ہو جاتا۔

ان اقوال کا مطالعہ کر لینے کے بعد کتابت حدیث کی ممانعت پر کوئی دوسری رائے باقی نہیں رہ جاتی سو نتیجہ یہی ہے کہ احادیث کو لکھنا منع نہیں اور فوائد و ثمرات بھی تحریر میں ہی ہیں نہ کہ صرف حفظ میں اور اگر صحابہ کرام کے عہد مبارک کے بعد دیکھا جائے تو حافظے یکدم کمزور ہونے لگے اور ذخیرہ حدیث ختم ہونے کا خدشہ ظاہر ہونے لگا جس کی وجہ سے ایسے اقدامات ترجیحی بنیادوں پر کیے گئے اور رسول اللہ ﷺ کا ذخیرہ حدیث اور اس سے متعلقہ علوم کو کتابت کے ذریعے محفوظ کر لیا گیا۔ کون نہیں جانتا کہ آج تمام ذخیرہ حدیث کتب کی صورت میں موجود ہے خدانخواستہ آج تک اگر حافظہ پر اعتماد کیا جاتا تو شریعت مطہرہ اور ذخیرہ حدیث میں ہر مقام پر من مانی ہوتی اور اصل احادیث مبارکہ کا وجود تک تلاش کرنا مشکل ہوتا۔ یقیناً کتابت حدیث امت مسلمہ کے لیے نعمت الٰہی ثابت ہوئی جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت و سنت اور ذخیرہ حدیث کو محفوظ کر لیا گیا۔ ورنہ اس حالت و کیفیت میں امت مسلمہ اپنے علمی ورثہ سے محروم ہو جاتی اور قرآنی مفاہیم کی بنیاد و اصل ختم ہو جاتی پھر قرآن کریم کے مفاہیم و

مطالب اور اسباب نزول کو من مانی مرضی سے تبدیل کیا جاتا گویا کہ ایک ایسا انتشار سامنے آتا کہ جس کا کبھی بھی ازالہ ممکن نہ تھا اب کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں جو کتابت حدیث کا انکاری ہو ہاں جو انکار کرتا ہے وہ تاریخ، حقیقت، سچائی اور اہمیت کتابت سے نابلد اور منکر حدیث ہے جو کتابت کے نام پر ذخیرہ حدیث پر حملہ آور ہونے کا ناپاک عزم رکھتا ہے۔

اللہ تعالی ایسے لوگوں کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائیں۔آمین یارب العلمین۔

چند فکری گوشے

اگر کتابت حدیث جائز نہیں؟

☆ جو احادیث عدم جواز پر موجود ہیں کیا وہ کتابت میں شامل نہیں اگر اُن کو مانتے ہیں ان کو کیوں نہیں مانتے؟

☆ اگر ممانعت کا حکم باقی تھا تو اتنا بڑا ذخیرہ حدیث کہاں سے آ گیا؟

☆ جو لوگ عقل سے کام لینا چاہتے ہیں وہ ہی یہ اعتراضات اٹھاتے ہیں لیکن یہاں نفس پرستی نہیں قرآن وسنت کی اہمیت ہے۔

☆ کیا ذاتی اعتبار سے کچھ لکھنا شریعت مطہرہ میں منع ہے تو تاریخ کا تصور ختم۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خطوط کتابت حدیث ہے۔

ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔

☆ قلم کی اہمیت کا انکار ممکن نہیں۔

ضروری نوٹ

یہاں تک جو کچھ تحریر ہو چکا اس سے یہ بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ جو لوگ آج بھی کتابت حدیث کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ اعتراضات اٹھاتے ہیں وہ متعصب اور تاریخ اسلام سے ناواقف ہیں ان کے لیے مشورہ کے طور پر یہی عرض ہے کہ سورج کی طرح چمکتے ہوئے موقف کو جھٹلانے سے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں ایسے شخص کی اپنی شخصیت ضرور مجروح اور ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں موجود ایسے افراد جو گاہے بگاہے رسمی موسمی سر نکال کر ذخیرہ حدیث کو داغدار بنانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے باطل نظریات کا مختصر جائزہ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ ایک عام سادہ مسلمان ان کے دام فریب سے محفوظ رہے اور حقیقت پر ہی یقین رکھتے ہوئے قرآن وسنت کا اتباع کرتا رہے۔ ایک اعتراض جو آج کے منکرین حدیث اپنی زبانوں پر لا کر مسلمانوں کو پریشانی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ کتابت حدیث سے ممانعت والی روایات ہیں۔ ہم نے اس بحث میں ان روایات کا جائزہ لیا اور سادہ و آسان الفاظ میں اس اعتراض کا رد کیا جس کا فیصلہ قاری پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس سے کیا استفادہ کرتا ہے۔ امید واثق ہے کہ مکمل کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد منصف مزاج قاری ایسے باطل اعتراض کو ردی کی ٹوکری کی زینت بنائے گا اور کتابت حدیث جیسی عظیم الشان نعمت الٰہی کا صحیح مفہوم سمجھ کر دوسروں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ احیائے حدیث کی اس کاوش کو اللہ کریم قبول فرمائیں اور حق سچ کہنے کی توفیق کامل نصیب فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

کتابت حدیث کی ممانعت پر روایات اور اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابت حدیث سے منع کیا گیا تھا اور اگر منع کیا گیا تھا تو کیا وہ عام منع تھا یا چند حضرات کو منع کیا گیا تھا اور کیا وہ ممانعت کچھ عرصہ کے لیے تھی یا مکمل عہد رسالت میں رہی یا پھر تاریخ اسلام اس حوالہ سے کیا منظر نامہ پیش کرتی ہے ملاحظہ فرمایئے:

1۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ، وَحَدِّثُوا عَنِّي، وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - قَالَ هَمَّامٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ - مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

(صحیح مسلم 4/2298 ، مسند احمد بن حنبل 17/443)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ لکھا تو وہ اس کو مٹا دے اور مجھ سے بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا

2۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے کہ

أَنَّهُمُ اسْتَأْذَنُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنْ يَكْتُبُوا عَنْهُ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُمْ۔ (سنن الدارمی وقال حسین اسد: صحیح۔)

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی۔

3۔حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : قَالَ لِي أَبِي: أَمَا تَسْمَعُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَأْتِنِي بِهِ. قُلْتُ: أَنَا أَكْتُبُهُ. قَالَ: فَأْتِنِي بِهِ. فَأَتَيْتُهُ بِهِ. فَمَحَاهُ. ثُمَّ قَالَ: احْفَظْ كَمَا حَفِظْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. کشف الاستار 109/1

مجھے میرے والد نے کہا کیا آپ مجھ سے سنتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میرے پاس (کتاب) لے کر آؤ میں نے کہا میں اس کو لکھوں گا فرمایا اس کو میرے پاس لائیں میں کتاب آپ کے پاس لایا تو آپ نے اس کو مٹا دیا پھر فرمایا اس کو ایسے حفظ کرو جیسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کیا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے علاوہ ہر قسم کی کتابت ولکھائی سے منع فرما رکھا تھا بالخصوص جب قرآن کریم کا نزول ہو رہا تھا کاتبین وحی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو قرآن کریم کے ساتھ اکٹھا لکھ رہے تھے۔ کیا یہ حکم اسی طرح باقی رہا یا بعض صحابہ کرام کو احادیث لکھنے کی اجازت تھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً کتابت حدیث سے منع فرما دیا تھا۔

جواب عرض ہے کہ درج بالا روایات اور دیگر وہ روایات جو کتابت حدیث کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں ان میں اگر صرف حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت کا مفہوم ومطلب اور حکم سمجھ میں آجائے تو دیگر تمام روایات کا جواب اسی میں ہی آجاتا ہے اس لیے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت کا جواب ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی منع کتابت حدیث والی روایت اور اس کا سرسری جائزہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ، وَحَدِّثُوا عَنِّي، وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - قَالَ هَمَّامٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ - مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ "

صحیح مسلم 4/2298 ، مسند احمد بن حنبل 17/443، یہ حدیث صحیح ہے۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ لکھا تو وہ اس کو مٹا دے اور مجھ سے بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنداً ومتناً صحیح ہے لیکن کیا یہ حکم عام تھا یا چند صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا یا ہمیشہ کے لیے تھا یا اس میں کوئی نسخ وتبدیلی بھی واقع ہوئی یہ بات سمجھ لینے سے اس حدیث کی مراد اور اس سے ثابت کردہ حکم واضح ہو جاتا ہے۔ اس حوالہ سے چند گذارشات ملاحظہ فرمایے:

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ساتھ اسی صحیفہ میں یا اسی موقع پر احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا تا کہ قرآن کریم کے ساتھ التباس نہ ہو اس لیے یہ حکم کتابت قرآن کریم کی وجہ سے تھا۔

2۔ اگر یہ حکم تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کتابت حدیث کی اجازت نہ دیتے۔

3۔اگر یہ حکم عام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کے لیے خطبہ لکھنے کی اجازت نہ دیتے۔

4۔اگر یہ حکم شرعی عمومی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے خطوط لکھوا کر روانہ نہ فرماتے۔

5۔نہ یہ حکم عام تھا نہ ہمیشہ کے لیے تھا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام سے احادیث لکھوائیں اور انہیں عام لکھنے کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

6۔اگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہمیشہ کے لیے حکم ممانعت کا اثبات ہوتا تو تمام محدثین کرام اس روایت کو اپنی کتب میں کیوں لکھتے سو انہوں نے خود کتابت حدیث کی جبکہ اسی روایت سے اس کی ممانعت تھی جس کا مطلب ہے کہ ان کے ہاں اجازت والی روایات موجود ہیں۔ ورنہ محدث کا کیا کام کہ وہ حدیث کی مخالفت کرے۔

7۔کتابت حدیث کی عام اجازت سے یہ حکم منسوخ ہو چکا تھا اس کے بعد بھی اگر کسی نے نہیں لکھیں تو یہ ان کا اپنا خیال تھا کیوں کہ حکم شرعی تو کتابت حدیث کی اجازت سے متعلق وارد ہو چکا تھا۔

8۔راوی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ عام اجازت کے بعد خود بھی کتابت کروالیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی وہ روایت جو انہوں نے بیان کی منسوخ ہوگئی تھی۔

9۔اگر ممانعت ہوتی تو امت مسلمہ کا کتابت حدیث کے جواز پر کبھی اجماع نہ ہوتا

کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا تجتمع امتی علی الضلالۃ ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

10۔ جب دو طرح کی روایات جمع ہوں تو اس کے نسخ و تطبیق کا مضبوط ترین ذریعہ کسی ایک جانب امت مسلمہ کا اتفاق ہوتا ہے۔ سو امت مسلمہ کے تمام محدثین کرام نے لاکھوں احادیث پر مشتمل ذخیرہ لکھ کر واضح کر دیا کہ کتابت حدیث جائز بلکہ لازم و ضروری ہے نیز اس پر امت مسلمہ کے محدثین کا اجماع عملی طور پر قائم ہو چکا ہے۔

11۔ اس حدیث کو تمام محدثین کرام نے منسوخ قرار دیا ہے۔ لہذا علم ناسخ و منسوخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس حدیث کو منسوخ رکھا جائے گا اور اجازت والی پر عمل ہوگا۔

12۔ یہ بات تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ کسی بھی فن کا ماہر ہی اس کی حقیقت کو جانتا ہے سو محدثین کا ذخیرہ حدیث کو لکھنا پھر ممانعت والی روایات کو منسوخ قرار دینا اس روایت کے اصل مفہوم اور حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔

اس جواب کے ساتھ ساتھ فن حدیث کے ماہرین کی رائے بھی طلب کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تا کہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ اس فن کے ماہر کتابت حدیث والی اس روایت سے متعلق کیا موقف رکھتے ہیں ظاہر ہے کوئی بھی بات اس فن کے ماہرین بہترین طریقہ سے بتا سکتے ہیں۔ ان کی رائے و موقف ذیل میں درج کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمایئے:

امام نووی فرماتے ہیں:

وَجَاءَتْ أَحَادِيثُ بِالنَّهْيِ عَنْ كِتَابَةِ غَيْرِ الْقُرْآنِ فَمِنَ السَّلَفِ مَنْ مَنَعَ كِتَابَةَ الْعِلْمِ وَقَالَ جُمْهُورُ السَّلَفِ بِجَوَازِهِ ثُمَّ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ

بَعْدَهُمْ عَلَى اسْتِحْبَابِهِ وَأَجَابُوا عَنْ أَحَادِيثِ النَّهْيِ بِجَوَابَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ وَكَانَ النَّهْيُ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ قَبْلَ اشْتِهَارِ الْقُرْآنِ لِكُلِّ أَحَدٍ فَنَهَى عَنْ كِتَابَةِ غَيْرِهِ خَوْفًا مِنِ اخْتِلَاطِهِ وَاشْتِبَاهِهِ فَلَمَّا اشْتُهِرَ وَأُمِنَتْ تِلْكَ الْمَفْسَدَةُ أُذِنَ فِيهِ وَالثَّانِي أَنَّ النَّهْيَ نَهْيُ تَنْزِيهٍ لِمَنْ وُثِقَ بِحِفْظِهِ وَخِيفَ اتِّكَالُهُ عَلَى الْكِتَابَةِ وَالْإِذْنُ لِمَنْ لَمْ يُوثَقْ بِحِفْظِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔ شرح صحیح مسلم 9/129

قرآن کریم کے علاوہ کتابت کی ممانعت پر احادیث وارد ہوئی ہیں جس کی بنیاد پر بعض اسلاف نے کتابت علم سے منع کیا ہے اور جمہور اسلاف حدیث لکھنے کے جائز ہونے کے قائل ہیں پھر امت کا ان کے بعد کتابت کے مستحب واچھے عمل ہونے پر اجماع ہے۔ انہوں نے ممانعت سے متعلق وارد ہونے والی احادیث کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ کتابت کے منع ہونے والی روایات منسوخ ہیں اور یہ نہی اس وقت تھی جب قرآن پاک کا لکھنا ابتداء میں پورے آب و تاب سے تھا تب قرآن کے علاوہ کتابت سے اس لیے منع فرمادیا تا کہ وہ قرآن کریم سے خلط ملط نہ ہو پس جب ہر بات واضح ہوگئی اور نقصان کا خطرہ ٹل گیا تو کتابت کی اجازت دے دی گئی۔ اور دوسرا یہ مکروہ تنزیہی تھا اس کے لیے جس کا حافظہ مضبوط اور کتابت پر اعتماد کم تھا لیکن اسے اجازت دے دی گئی تھی جس کا حافظہ مضبوط نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

اس سے واضح ہوگیا کہ کتابت حدیث کی ممانعت والی روایات کا ایک وقت متعین تھا جو دیگر کتابت حدیث کے جواز والی احادیث سے ختم ہوگیا مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خود ابوشاہ کے لیے خطبہ مبارکہ لکھوایا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے سب کو منع نہیں کر رکھا تھا جن کو کیا تھا وہ قرآن کریم لکھتے تھے آپ خود بتائیں جو قرآن کریم نہیں لکھتے تھے ان کو کیوں منع فرمانا تھا نیز کاتبین وحی تو تقریبا چالیس افراد کے لگ بھگ تھے ان میں سے بھی سب قرآن کریم نہیں لکھتے تھے بعض احکامات و مسائل لکھ کر ارسال کیا کرتے تھے ان چالیس افراد جو کاتبین وحی تھے کے علاوہ صحابہ کرام تھے جو احادیث کو کتابت کی شکل میں جمع کر رکھتے تھے اس لیے یہ حکم، حکم خاص تھا عام نہ تھا اور دوسرا جن کے لیے حکم خاص تھا وہ بھی بعد میں منسوخ ہوگیا۔ کتابت حدیث سے منع اور اس کے جواز سے متعلق امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَمِنْ قِصَّةِ أَبِي شَاهٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي كِتَابَةِ الْحَدِيثِ عَنْهُ وَهُوَ يُعَارِضُ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَنَّ النَّهْيَ خَاصٌّ بِوَقْتِ نُزُولِ الْقُرْآنِ خَشْيَةَ الْتِبَاسِهِ بِغَيْرِهِ وَالْإِذْنَ فِي غَيْرِ ذَلِكَ أَوْ أَنَّ النَّهْيَ خَاصٌّ بِكِتَابَةِ غَيْرِ الْقُرْآنِ مَعَ الْقُرْآنِ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَالْإِذْنَ فِي تَفْرِيقِهِمَا أَوِ النَّهْيَ مُتَقَدِّمٌ وَالْإِذْنَ نَاسِخٌ لَهُ عِنْدَ الْأَمْنِ مِنَ الِالْتِبَاسِ وَهُوَ أَقْرَبُهَا مَعَ أَنَّهُ لَا يُنَافِيهَا وَقِيلَ النَّهْيُ خَاصٌّ بِمَنْ خُشِيَ مِنْهُ الِاتِّكَالُ عَلَى الْكِتَابَةِ دُونَ الْحِفْظِ وَالْإِذْنُ لِمَنْ أُمِنَ مِنْهُ ذَلِكَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَعَلَّ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ وَقَالَ الصَّوَابُ وَقْفُهُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ الْعُلَمَاءُ كَرِهَ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ

كِتَابَةَ الْحَدِيثِ وَاسْتَحَبُّوا أَنْ يُؤْخَذَ عَنْهُمْ حِفْظًا كَمَا أَخَذُوا حِفْظًا لَكِنْ لَمَّا قَصُرَتِ الْهِمَمُ وَخَشِيَ الْأَئِمَّةُ ضَيَاعَ الْعِلْمِ دونوه وَأول من دون الْحَدِيث بن شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ بِأَمْرِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثُمَّ كَثُرَ التَّدْوِينُ ثُمَّ التَّصْنِيفُ وَحَصَلَ بِذَلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ. فتح الباری 208/1

اور حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کے قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حدیث لکھنے کی اجازت فرمائی تھی اور یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے متضاد و معارض ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ان میں تطبیق یہ ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے وقت ممانعت خاص افراد کے لیے تھی تا کہ قرآن کا غیر سے التباس و مشابہت نہ ہو، باقیوں کے لیے اجازت تھی۔ یا یہ نہی ایک ہی جگہ پر قرآن وغیر قرآن کو لکھنے کے بارے میں تھی جبکہ قرآن وغیرہ کو الگ الگ لکھنے کی اجازت تھی۔ یا نہی پہلے تھی اور التباس سے بچنے کی وجہ سے اجازت سے منسوخ ہوگئی اور یہی زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہی اس شخص کے لیے خاص تھی جس سے کتاب کے التباس کا خوف تھا نہ حفظ کی وجہ سے تھی اور اسے اجازت تھی جس سے التباس کا خوف نہ تھا اور ان میں سے کچھ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں علت بتائی ہے اور فرمایا: بہتر یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پر ہی موقوف ہو یہ امام بخاری وغیرہ نے کہا ہے، علماء نے فرمایا: صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے کتابت حدیث کو ناپسند کیا اور سینہ بہ سینہ روایت کو پسند کیا جس طرح

انہوں نے خود روایات لی تھیں۔لیکن جب ہمتیں کمزور پڑھ گئیں، آئمہ، علم ضائع ہونے سے ڈرنے لگے تو انہوں نے حدیث کو جمع کرلیا اور سب سے پہلے جس نے صدی کے کنارے پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے حدیث کو جمع کیا وہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ ہیں پھر جمع اور تصنیف یعنی کتابت کی کثرت ہوگئی اور اس سے الحمدللہ بہت خیر و بہتری آ گئی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت منسوخ ہو چکی ہے محدثین کرام نے اجازت والی روایت کو ہی راجح و ناسخ قرار دیا ہے۔تمام آئمہ کرام جنہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت کے بارے میں ظاہری کوئی رائے قائم نہیں کی ان کا بھی کتابت حدیث سے متعلق موقف روز روشن کی طرح ان کی اپنی کتابت حدیث (یعنی ان کی تصانیف) سے واضح ہے۔ نیز تمام کتب حدیث اس مؤقف کی دلیل ہیں بلکہ عدم کتابت والی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی کتابت سے ہی ہم تک پہنچی ہے اس کے علاوہ ہم تک پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ موجود نہیں۔ جب حافظے کمزور پڑ جائیں تو کتابت کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اگر حدیث کی کتابت نہ ہوتی تو آج جس کا جو جی چاہتا کرتا اور کہتا۔الحمدللہ رب العلمین ذات باری تعالی نے کتابت کی توفیق سے ذخیرہ حدیث کو محفوظ فرما دیا۔جس کو کتابت حدیث سمجھ نہیں آئی وہ کتابت علم کی اہمیت کا مطالعہ کرے،مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ ہاں جو ضد کرے اس کا علاج نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

علاوہ ازیں ابن دقیق العید فرماتے ہیں:

كَانَ قَدْ وَقَعَ اخْتِلَافٌ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ فِي كِتَابَةِ غَيْرِ الْقُرْآنِ وَوَرَدَ

فِيهِ نَهْيٌ ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى
الْكِتَابَةِ لِتَقْيِيدِ الْعِلْمِ بِهَا. وَهَذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ، لِأَنَّ
النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ أَذِنَ فِي الْكِتَابَةِ لِأَبِي شَاهٍ وَالَّذِي
أَرَادَ أَبُو شَاهٍ كِتَابَتَهُ: هُوَ خُطْبَةُ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

احکام الاحکام 228/2

ابتدا میں قرآن پاک کے علاوہ کتابت میں اختلاف وممانعت وارد ہوئی تھی پھر ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت دے دی گئی تا کہ علم کو محفوظ کر دیا جائے اور یہ حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کے لیے کتابت کی اجازت دی اور جس کی خواہش ابوشاہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی وہ نبی کریم ﷺ کا خطبہ تھا۔

محدثین کرام کے اقوال سے صاف واضح ہوتا ہے کہ شروع شروع میں چند لوگوں کو کتابت سے اس لیے منع کیا گیا تھا کہ قرآن کریم کے ساتھ احادیث کو شامل نہ کر دیا جائے۔ یہ حکم عام نہیں تھا یعنی سب کو منع نہیں کیا گیا تھا بعد ازاں عمومی اجازت دے دی گئی جس کی وجہ سے صحابہ کرام جس طرح حضرت علی مرتضی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرۃ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف کتابت حدیث کے قائل تھے بلکہ خود کتابت حدیث کی اور اپنے صحیفے محفوظ کیے۔ اسی طرح تابعین عظام میں سرکاری سطح پر کتابت حدیث کا اہتمام کیا گیا جس طرح حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بعد ازاں باقاعدہ طور پر کتابت حدیث کا کام شروع ہو گیا اور آج

تک محدثین کرام نے اس میں اختلاف نہیں کیا کون نہیں جانتا کہ تمام محدثین کرام کتابت حدیث کے جواز کے قائل تھے جس کی دلیل ان کی اپنی تصانیف ہیں اگر ان کے ہاں کتابت حدیث جائز نہ ہوتی تو وہ کتابیں کیوں لکھتے۔اور پھر وہ خود اپنی کتب میں کتابت کی ممانعت پر احادیث لائے ہیں لیکن ساتھ ہی جواز کتابت کی احادیث لائے اور ان کو منع کتابت والی روایات کا ناسخ یا منع کتابت کو حکم خاص قرار دیا جس کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا کہ کتابت حدیث کا بہانہ بنا کر ذخیرہ حدیث کا انکار کیا جائے یہ نری جہالت ہے۔

خیال رہے کہ منع کتابت حدیث والی اکثر روایات ضعیف ہیں اور جن کا صحیح ہونا ثابت ہے ان کو محدثین کرام نے منسوخ قرار دیا ہے۔اگر کوئی کہے کہ منع کتابت والا حکم باقی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسی روایت لے کر آئے جو کتب حدیث یا کتابت حدیث کے ذریعے نہ آئی ہو بلکہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوئی ہو اور محدثین کرام نے اس کو صحیح کہہ کر اس پر عمل کیا ہو؟ تا قیامت انتظار رہے گا۔

منع کتابت سے متعلق روایات کے ضعیف یا منسوخ ہونے کے بارے میں چند محدثین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں تا کہ محدثین کرام کا مزید موقف کھل کر سامنے آجائے جن کے ذریعہ سے ذخیرہ حدیث ہم تک پہنچا ہے یا حدیث کی تفہیم ممکن ہوئی ہے:

امام ابن قتیبہ منع کتابت وجواز کتابت کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالُوا: وَهَذَا تَنَاقُضٌ وَاخْتِلَافٌ.قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ:وَنَحْنُ نَقُولُ: إِنَّ فِي هَذَا مَعْنَيَيْنِ:

أحداهما: أَنْ يَكُونَ مِنْ مَنْسُوخِ السُّنَّةِ بِالسُّنَّةِ. كَأَنَّهُ نَهَى فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ عَنْ أَنْ يُكْتَبَ قَوْلُهُ. ثُمَّ رَأَى بَعْدُ -لَمَّا عَلِمَ أَنَّ السُّنَنَ تَكْثُرُ وَتَفُوتُ الْحِفْظَ- أَنْ تُكْتَبَ وَتُقَيَّدَ.

وَالْمَعْنَى الْآخَرُ: أَنْ يَكُونَ خَصَّ بِهَذَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، لِأَنَّهُ كَانَ قَارِئًا لِلْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَيَكْتُبُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَكَانَ غَيْرُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ أُمِّيِّينَ، لَا يَكْتُبُ مِنْهُمْ إِلَّا الْوَاحِدُ وَالِاثْنَانِ... فَلَمَّا خَشِيَ عَلَيْهِمُ الْغَلَطَ فِيمَا يَكْتُبُونَ نَهَاهُمْ. وَلَمَّا أَمِنَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ذَلِكَ، أَذِنَ لَهُ. تاویل مختلف الحدیث 412/1

یہ تضاد و اختلاف ہے ابو محمد (امام ابن قتیبہ) نے کہا ہم کہتے ہیں یہاں دو مفہوم ہیں۔

1-سنت، سنت سے منسوخ ہے معاملہ یہ ہے کہ آپ کی حدیث شروع شروع میں لکھنے سے منع کیا گیا پھر جب یہ دیکھا کہ ذخیرہ سنت یعنی حدیث بڑھتا جا رہا ہے اور حافظے کمزور ہو رہے ہیں تو لکھنے اور کتابوں میں محفوظ کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

2۔ یہ بھی ہو سکتا ہے یہ حکم حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہو کیوں کہ وہ پہلی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور سریانی و عربی زبان میں لکھتے ان کے علاوہ ایک دو (یعنی چند) صحابہ ہی لکھتے پڑھتے تھے۔ جب یہ خوف ہونے لگا کہ لکھنے میں کسی اور چیز کے لکھے جانے کا خدشہ ہے تو ان کو منع فرما دیا اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ خوف نہ ہوا تو ان کو اجازت دے دی۔

امام ابن قتیبہ جو امام فی تاویل الاحادیث ہیں ان کے نزدیک بھی نتیجہ یہی ہے کہ کتابت حدیث سے منع ضرور کیا گیا تھا لیکن وہ حکم خاص تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو کو

اجازت تھی ہاں بعد میں اجازت دے دی گئی جس سے حضرت ابو سعید خدری والی روایت منسوخ قرار پاتی ہے۔

نوٹ: اگر کسی کے ذہن میں آئے کہ ناسخ و منسوخ کی اہمیت نہیں تو اسے سوچنا ہوگا کہ شراب، زیارت قبور، قربانی کا گوشت وغیرہ جیسی آیات و روایات میں بھی ناسخ و منسوخ شامل ہیں۔ ناسخ و منسوخ نقص نہیں بلکہ تدریج احکامات اور وسعتِ علم و تحقیق کا شاہکار تحفہ الٰہی ہے۔

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں:

وقد كتب رسول الله صلى الله عليه وسلم كتباً في الصدقات والمعاقل والديات أو كتبت عنه فعمل بها الأمة وتناقلتها الرواة ولم ينكرها أحد من علماء السلف والخلف فدل ذلك على جواز كتابة الحديث والعلم والله أعلم. معالم السنن 185/4

رسول اللہ ﷺ نے صدقات، دیات کے مسائل لکھے یا آپ کی طرف سے لکھوائے گئے پھر امت نے اس پر عمل کیا اور راویوں نے اس کو نقل کیا اور سلف و خلف علماء میں سے کسی نے انکار نہ کیا پس یہ حدیث و علم کے لکھنے کے جائز ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

امام نووی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وَفِيهِ جَوَازُ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ لِقَوْلِ أَنَسٍ لِابْنِهِ اكْتُبُهُ بَلْ هِيَ مُسْتَحَبَّةٌ وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ النَّهْيُ عَنْ كَتْبِ الْحَدِيثِ وَجَاءَ الْإِذْنُ فِيهِ .... وَكَانَ بَيْنَ السَّلَفِ مِنَ الصَّحَابَةِ

وَالتَّابِعِينَ خِلَافٌ فِي جَوَازِ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ ثُمَّ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى جَوَازِهَا وَاسْتِحْبَابِهَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ. (شرح صحیح مسلم 245/1)

اس میں کتابت حدیث اور دیگر شرعی علوم کے جائز ہونے کا ثبوت ہے کیوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ اس (ذخیرہ حدیث) کو لکھو۔ بلکہ کتابت حدیث مستحب اور حدیث لکھنے کی پہلے ممانعت آئی پھر اس کی اجازت کا حکم آیا۔۔۔ اور صحابہ و تابعین میں سے کچھ اسلاف کتابت حدیث کے جواز کے خلاف تھے پھر امت نے اس کے جائز و مستحب ہونے پر اجماع قائم کرلیا۔ واللہ اعلم

قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ السَّلَفِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ فِي كِتَابَةِ الْعِلْمِ فَكَرِهَهَا كَثِيرُونَ مِنْهُمْ وَأَجَازَهَا أَكْثَرُهُمْ) ثُمَّ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى جَوَازِهَا. (شرح صحیح مسلم لنووی 130/18)

علم کی کتابت کے بارے اسلاف صحابہ و تابعین کے مابین بہت زیادہ اختلاف تھا سو ان میں سے بہت سوں نے ناپسند کیا اور ان میں سے زیادہ تر نے اس کی اجازت دی پھر اس کے جائز ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہو گیا۔

امام ابن کثیر رقمطراز ہیں:

قال البيهقي وابن الصلاح وغير واحد: لعل النهي عن ذلك كان حين يخاف التباسه بالقرآن. والأذن فيه حين أمن ذلك. والله أعلم. (الباعث الحثيث 132/1)

امام بیہقی، ابن صلاح وغیرہ نے فرمایا: کتابت حدیث سے منع کرنے کا سبب حدیث کا

قرآن کریم سے مل جانے کا خوف تھا جب یہ خوف ختم ہو گیا تو اجازت ہو گئی ہے۔

امام ابن کثیر خود فرماتے ہیں:

وقد حكى إجماع العلماء في الأعصار المتأخرة على تسويغ كتابة الحديث وهذا أمر مستفيض، شائع ذائع، من غير نكير.

(الباعث الحثيث 1/132)

اور کتابت حدیث کے جائز ہونے پر بعد کے زمانوں میں علمائے کرام کا اجماع بیان کیا گیا ہے یہ معاملہ بہت اعلیٰ، صاف وشفاف اور پسندیدہ ہے۔

امام زین الدین عراقی فرماتے ہیں:

وأجمع المسلمون على تسويغ ذلك وإباحته۔

(التقیید والایضاح شرح فی مقدمۃ ابن صلاح 1/ 204)

اور مسلمانوں نے کتابت کے جائز ومباح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

امام سخاوی رقمطراز ہیں کہ

وَقَالَ الْخَطِيبُ: قَدْ صَارَ عِلْمُ الْكَاتِبِ فِي هَذَا الزَّمَانِ أَثْبَتُ مِنْ عِلْمِ الْحَافِظِ۔ (فتح المغیث 3/ 38)

خطیب بغدادی نے فرمایا: لکھنے والے کا علم اس زمانے میں حفظ کرنے والے سے زیادہ مضبوط ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

كتب عبد الله بن عمرو بن العاص بِإِذْنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَتَرْخِيصِهِ لَهُ فِي الْكِتَابَةِ بَعْدَ كَرَاهِيَتِهِ لِلصَّحَابَةِ أَنْ

يَكْتُبُوا عَنْهُ سِوَى الْقُرْآنِ وَسَوَّغَ ذَلِكَ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ثُمَّ انْعَقَدَ الإِجْمَاعُ بَعْدَ اختلاف الصحابة -رضي الله عنه- على الجواز والاستحباب لتقييد العلم بالكتابة. وَالظَّاهِرُ أَنَّ النَّهْيَ كَانَ أَوَّلاً لِتَتَوَفَّرَ هِمَمُهُم عَلَى الْقُرْآنِ وَحْدَهُ. وَلِيَمْتَازَ الْقُرْآنُ بِالْكِتَابَةِ عَمَّا سِوَاهُ مِنَ السُّنَنِ النَّبَوِيَّةِ. فَيُؤْمَنُ اللَّبْسُ. فَلَمَّا زَالَ الْمَحْذُورُ وَاللَّبْسُ، وَوَضَحَ أَنَّ الْقُرْآنَ لاَ يَشْتَبِهُ بِكَلاَمِ النَّاسِ. أُذِنَ فِي كِتَابَةِ الْعِلْمِ والله أعلم. (سیر اعلام النبلاء 41/1)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اجازت و رخصت سے احادیث لکھیں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قرآن پاک کے علاوہ لکھنے سے روکنے کے بعد حضرت عبد اللہ کو اجازت دی تھی ۔ پھر صحابہ کرام کے کتابت حدیث پر اختلاف کے بعد علم کو کتاب میں لکھنے کے جواز و مستحب ہونے پر اجماع منعقد ہوگیا۔ اور ظاہری ممانعت یہی تھی کہ پہلے پہل ساری ہمتیں صرف قرآن کریم پر سرف کریں اور قرآن کریم کی کتابت کو سنت نبویہ ﷺ سے جدا رکھیں تا کہ ان کے مابین التباس نہ رہے پس جب یہ ممانعت و التباس باقی نہ رہا اور یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ قرآن لوگوں کے کلام کے مشابہ نہیں تو علم کو لکھنے کی اجازت دے دی گی

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ رُوِيَ كِتَابَةُ الْعِلْمِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ وَرُوِيَ إِجَازَةُ ذَلِكَ وَفِعْلُهُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو والحسن وعطاء وقتادة وعمر ابن عبدِ

الْعَزِيزِ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فِي أَمْثَالِهِمْ وَمِنْ بَعْدِ هَؤُلَاءِ مِمَّنْ لَا يُعَدُّ كَثْرَةً وَوَقَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ هَذَا الِاتِّفَاقِ وَالْإِجْمَاعِ مِنْ جَمِيعِ مَشَايِخِ الْعِلْمِ وَأَئِمَّتِهِ وَنَاقِلِيهِ۔ (الالماع لقاضی عیاض 1/3)

علم کی کتابت پر نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ احادیث موجود ہیں اور اس کی اجازت دی گئی ہے یہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حسن، عطا، قتادہ، عمر بن عبد العزیز، سعید بن جبیر اور اسی طرح کئی اور لوگوں کا فعل ہے اور ان کے بعد کثیر تعداد ہے جن کا اس پر اتفاق ہے اور تمام مشائخ علم، آئمہ اور روایات نقل کرنے والوں کا اجماع ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كِتَابَةُ الْحَدِيثِ فِيهِ اخْتُلِفَ... ثُمَّ الْجَوَازُ بَعْدُ إِجْمَاعًا وَفَى۔

(ألفية السيوطي في علم الحديث 1/73)

حدیث لکھنے کے بارے اختلاف کیا گیا پھر اس کے بعد جائز ہو گیا جس پر سب کا اجماع ہے۔

تمام محدثین کرام کے اقوال اور موقف سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ہاں قابل عمل واعتبار کوئی دوسری رائے نہیں تھی رہی حدیث ابو سعید خدری تو محدثین نے اس کو منسوخ قرار دیا اور ناسخ پر اجماع نقل کرتے ہوئے واضح نتیجہ بیان کر دیا کہ کتابت حدیث جائز اور متفق ومجمع علیہ ہے جس میں محدثین کرام کو اختلاف نہیں ہے جو احباب آج بھی انہی روایات کا سہارا لے کر امت میں افتراق وانتشار کے قائل ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائے اور چڑھے ہوئے سورج کی روشنی دیکھنے کے

لیے چشم بینا عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

یہاں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کچھ صحابہ کرام نے اس میں اختلاف کیا اور کچھ نے کتابت حدیث کی تو کس کی بات کو ترجیح ہوگی اس صورت میں یہ اصول ذہن نشین فرمالیں کہ صحابہ کرام کے اختلاف کے بعد امت مسلمہ کے علماء و محدثین کا عمل بھی دیکھا جائے گا کہ انہوں نے کس کو اختیار کیا اور کس کو بہتر سمجھ کر اجماع واتفاق قائم کرلیا اسی کو ترجیح دی جائے گی ہمارے عہد تک تمام محدثین کرام کا اس بات پر اجماع چلا آرہا ہے کہ حدیث لکھنا منع نہیں ویسے بھی اگر کتابت حدیث اور منع کتابت حدیث کی تمام روایات کو جمع کیا جائے تو مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

نیز کتابت حدیث کے اسباب و وجوہات سے بھی مسئلہ کی نوعیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نفس مسئلہ کا رجحان کس جانب ہے مثلا: کتابت قرآن کریم کا جواز، مرکزی راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا عمر میں چھوٹا ہونا، اُن کا خود کتابت حدیث کرنا ،تیسرا دیگر بعض صحابہ کرام جنہوں نے منع کتابت کی روایت بیان کی ان کا خود کتابت کرنا یا اس کا حکم دینا۔

تمام محدثین کرام کا کتابتِ حدیث کے جواز پر اجماع بتاتا ہے کہ کتابت کی ممانعت والا حکم سنت مبارکہ سے منسوخ ہے جس پر دوسری دلیل محدثین کرام کا اجماع ہے جنہوں ناسخ ومنسوخ کو بیان فرما کر کتابت حدیث کے جواز پر اجماع کر کے اس کو ترجیح دی۔

علاوہ ازیں جو دیگر روایات منع کتابت پر بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ان کا سرسری جائزہ لیتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

حضرت زید بن ثابت جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے:

فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ فَأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ. فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: »إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ« فَمَحَاهُ. (سنن ابی داود 3/318)

ایک حدیث کے بارے پوچھا پھر ایک بندے کو لکھنے کا حکم دیا تو جناب زید نے ان سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی احادیث نہ لکھیں سو انہوں نے اس کو مٹا دیا۔

(اس روایت کے بارے علامہ البانی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ جامع تحصیل میں ہے کہ یہ روایت منقطع ہے مطلب نے انس، سہل اور سلمہ سے نہیں سنا اور نہ ہی زید سے سنا ہے۔ ص: 281۔)

دوسرا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا ذخیرہ حدیث پر مشتمل صحیفہ موجود تھا۔ سو یہ روایت کسی اعتبار سے بھی قابل قبول نہیں نیز ایسی تمام روایات صحیحہ بھی منسوخ ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَكْفِيكُمْ هَذَا الْقُرْآنُ مِمَّا سِوَاهُ. فَمَا كَتَبْنَا شَيْئًا بَعْدُ۔

(المطالب العالیہ 12/610)

تمہیں یہ قرآن ماسوا سے کافی ہے سو اس کے بعد ہم نے کچھ نہ لکھا۔

یہ روایت ابراہیم نخعی عن معاذ سے منقطع ہے۔ یہی ابن حجر عسقلانی کا بھی قول ہے۔

تیسری روایت ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُوشِكُ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ لِكِتَابِهِ۔

(المعجم الاوسط الطبرانی 7/287)

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ (قرآن کریم کے ساتھ) کتابت کی وجہ سے غضب فرمائے۔

اس روایت کے بارے میں امام ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں:

وفيه عيسى بن ميمون الواسطي وهو متروك۔

اس میں عیسی بن میمون واسطی راوی ہیں جو متروک ہیں۔

لہذا یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ منع کتابت حدیث والی روایات اکثر ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں وہ منسوخ ہیں۔ ایک عام آدمی بھی اس اشارہ کو سمجھ سکتا ہے کہ جو کتابت حدیث کی ممانعت پر روایات موجود ہیں کیا وہ بھی لکھی ہوئی ہم تک نہیں پہنچیں؟

العاقل تكفيه الاشارة۔

عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل ذکر کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی جس نے انکار کرنا ہے اس کے لَا نُسَلِّمُ کا حل کسی کے پاس نہیں جو صاحب عقل ودانش ہے اس کے لیے یہ دلائل کافی ہیں۔

نوٹ:

اس موضوع کے بارے مزید معلومات کے لیے امام ابن عبد البر کی کتاب **جامع بیان العلم** اور خطیب بغدادی کی **تقیید العلم** کا مطالعہ فرمایے۔ نیز کتب حدیث وعلوم حدیث اور تاریخ حدیث سے بھی استفادہ کیجیے۔

اللہ تعالیٰ خدمت حدیث شریف کی ہماری یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اس کے سبب ہماری بخشش فرمائیں۔ حیات برزخی میں رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب فرمائیں روز محشر ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائیں۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

خادم الحدیث الشریف

ندیم بن صدیق اسلمی

گدائے درِ شاہ دو عالم

تاریخ 25 ستمبر، 2020ء کو الحمد للہ مکمل ہوئی۔

مفتی ندیم بن صدیق اسلمی کی مطبوعات

سراجِ منیر پبلیکیشنز ادارہ سراجِ منیر پاکستان